

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

بخاری شریف

کی حوضِ کوثر کے عنوان پر وارد روایات پر

مُحَقَّقَانِ حُبْث

از

مفکر قرآن و محقق مذاہب عالم

حضرت علامہ مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی

مہتمم دارالعلوم جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ شادیول (گجرات)

نام کتاب	:	بخاری شریف کی حوض کوثر کے عنوان پر وارد روایات پر محققانہ بحث
مؤلف	:	محقق اسلام علامہ مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی
مرتب	:	خادم علمائے اہلسنت قاری محمد سلیم نقشبندی جلالی
ناشر	:	انجمن تحفظ عقائد اہلسنت شادیوال
کتابت	:	احسان اللہ شادیوال (کلیئر پرنٹرز)
پرنٹر	:	کلیئر پرنٹرز فرسٹ فلور رحمان پلازہ تمبل چوک گجرات
تعداد	:	1000
ہدیہ	:	50 روپے صرف
تاریخ اشاعت	:	یکم رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ انساب ﴾

بندہ اپنی اس حقیر کاوش کو ان اہلسنت علمائے اسماء الرجال کی ذواتِ قدسیہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنی بے مثال اور قابل ستائش کوشش سے حق و باطل، صدق و کذب کے مابین فرق اور امتیاز بیان کر کے فنِ حدیث کی عدیم المثل اور لازوال خدمت کی۔ جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جعلی طور پر منسوب کی گئی روایات طشت از بام ہو گئیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بندہ کی اس سعی کو مسلمانوں کیلئے مفید فرمائے۔

اور بندہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

بندہ ناچیز

مقبول احمد نقشبندی

عرض مرتب

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں شاہِ بطحی کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
قارئین کرام!

زیر نظر کتاب میرے استاذی المکرم مفلح اسلام و محقق مذاہب عالم حضرت
ملا مہ مولانا مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی مدظلہ العالی کی ایک مستقل تحقیقی تصنیف
ہے۔ استاذی المکرم دورِ حاضر کے علمی و فکری میدان میں وہ مقام رکھتے ہیں۔ کہ ان کے
رے میں دلائل دینے کی چنداں ضرورت نہیں آپ کا علمی و فکری اور تحقیقی کام ایسی جدت
را سلوب لیے ہوئے ہے کہ مدتوں تک ہر ذی شعور آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیے
میر نہ رہ سکے گا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر موضوع پر بات کرنے سے سمجھانے اور شکوک و
بہات کو زائل کرنے کا جو خاص ملکہ اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ
س موضوع پر بول دیں وہ حرف آخر ہوتا ہے۔

علمائے کرام کی نظر میں اردو زبان میں ایسی محققانہ تصنیف اب تک نہیں
زری ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین حضرات کو شیعہ قوم کی خباثوں سے
گاہی ہو جائے گی۔ کہ انہوں نے کس کس موقع پر اور کہاں کہاں دین اسلام میں

رخنہ اندازی کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیصِ شان ہی نہیں بلکہ انہیں (نعوذ باللہ) پکا جہنمی ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسے محدثین تک اپنی خباثوں سمیت پہنچے۔

قارئین کرام!

قبلہ استاذی المکرم کی اس تصنیف کے علاوہ چند تصانیف اور بھی ہیں۔

۱۔ الجواب المعقول

یہ کتاب شیعہ مصنف بابر علی کی طرف سے علمائے اسلام پر کیے گئے اٹھارہ سوالات کے جوابات پر مدلل، مسکت اور لاجواب تصنیف ہے۔

۲۔ فضائل حج و عمرہ

اس کتاب میں بڑے سلیس پیرائے میں حج و عمرہ کے فضائل اور ارکان حج و عمرہ کے بارے میں مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔ سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے؟

اس کتاب میں قبلہ استاذی المکرم نے اللہ رسول کے فضل و کرم اور اپنی علمی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اہلسنت والجماعت مذہب الحمد للہ وہ مذہب ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تبلیغ و ترویج فرمائی۔

اور شیعہ فرقہ ایک ایسی قوم ہے جو کہ صحابہ کرام، اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم، قرآن و حدیث اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی گستاخ اور منکر

ہے۔ اور شیعہ قوم کا اسلام، باقی اسلام اور اسلام کے ماننے والوں سے دور دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

۴۔ اہل بیت اطہار کا بے ادب کون؟ (زیر طبع)

۵۔ بخاری شریف کی (حوض کوثر کے عنوان پر وارد) روایات پر محققانہ بحث

آپ کے ہاتھ میں ہے پڑھیے پھر پڑھیے اور اس میں کی گئی بحث کو نظر انصاف سے دیکھئے اور اگر کوئی اشکال یا مغالطہ پیش ہو تو بندہ ناچیز کو آگاہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

بندہ یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اپنی علمی کم مائیگی کے سبب اس کتاب کے مرتب کرنے کا حق ادا نہیں کر سکا کیونکہ قبلہ استاذی المکرم نے اپنی بات کو جس انداز میں ہر قاری کے لیے قابل فہم بنا کر پیش کیا ہے۔ وہ قابل صد ستائش ہے۔ یقیناً میں اس طرح اس کتاب کو پیش کرنے سے قاصر رہا ہوں۔ لہذا قارئین سے التماس ہے کہ اگر دوران مطالعہ کوئی نقص لفظی و فکری خامی ملاحظہ فرمائیں تو اسے بندہ ناچیز کی تنگ دامنی علم پر محمول کرتے ہوئے تعمیری اصلاح فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ استاذی المکرم کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ اور ہمیں استاذی المکرم کے بحر علم سے مزید علمی خوشی چینی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا
احقر: خادم علمائے اہلسنت قاری محمد سلیم نقشبندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام
على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين.

اما بعد

یہ مختصر مقالہ اہل ایمان کی خیر خواہی کے لیے تحریر کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول فرما کر مسلمانوں کو شیطان کے شر اور اس کے وسوسے سے محفوظ رکھے آمین۔ بجاہ رسولہ الکریم نیز شیعہوں کے دجل و فریب، سازش اور کید و مکر سے اہل ایمان کو بچائے۔ آمین!

جاننا چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ابتدا ہی سے سازشیں اور طرح طرح کی شرارتیں شروع کر دی گئیں تھیں۔ تاکہ اسلام ایک مکمل دین کی شکل اختیار نہ کرنے پائے۔ چنانچہ! مسجد ضرار کا قیام:

اور محبوبہ محبوب خدا، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما پر اقلک اور بہتان اس کا تین اور واضح ثبوت ہیں۔
چونکہ وہ دور نزول قرآن کا تھا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر

نزول وحی کا زمانہ تھا۔ اور پھر اس وقت حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بحیثیت معلم، متکلم اور مبلغ تشریف فرما اور موجود تھے۔ اس لیے کفار اور منافقین کی سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان کے مکر و فریب کو قرآن مجید نے بالکل نہ چلنے دیا۔ حضور سید الانبیاء کی موجودگی میں ان کے دادا فریب اور دجل و مکر ”ہباء منثورہ“ ہو کر رہ گئے۔

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يَخَادَعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ

وَمَا يَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ: وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اور ہرگز نہیں دھوکا دے سکتے مگر اپنی جانوں کو اور وہ شعور نہیں رکھتے۔ اور فرماتا ہے۔

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرَهُمْ وَاِنْ كَانِ مَكْرَهُمْ

لَتَنْزُولٍ مِّنْهُ الْجِبَالِ ۝

ترجمہ: بے شک انہوں نے اپنے مکر کیے۔ اور اللہ کے قبضے میں ہیں ان کے مکر اور اگرچہ ہیں ان کے مکر پہاڑوں کو ہلا دینے والے۔

یہ ہے ان کے مکر و فریب کی حالت، جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بالکل نہ

چل سکے۔ ورنہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے مکروں کا یہ حال ہے۔ اور ایسے خطرناک ہیں کہ ان سے وہ انسان تو کیا پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں۔

قارئین کرام غور فرمائیے!

جب نزول قرآن کے وقت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اسلام اور صحابہ کرام کے خلاف ان کی سازشوں کا یہ حال ہے۔ تو بعد میں ان کے مکائد اور سازشوں سے کون محفوظ رہ سکتا تھا یا رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء اسلام کی قبروں پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے ہر دور میں منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ جس کی بدولت قرآن کی روشنی ہر ملک، ہر گاؤں اور گھروں میں موجود ہے۔

قارئین کرام!

اندازہ لگائیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان (صحابہ کرام) میں موجود نہ ہوتے۔ یا خدا نخواستہ ان دنوں آپ کا وصال شریف ہو جاتا جب منافقوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ تو کس قدر فتنہ ہوتا۔ اسلام اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچتا اور ان کی سازشوں کو کس طرح معلوم کیا جاتا۔

اور اگر نزول قرآن کا عہد مبارک نہ ہوتا تو سیدہ ام المومنین کی

طہارت کا حال کیسے معلوم ہوتا۔ اور منافقین کے منہ کس طرح بند ہوتے۔

اور سورۃ المنافقون نازل نہ ہوتی تو سیدنا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولنے کا جو الزام منافقین نے لگایا تھا کیسے جانا جاتا۔ اور یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی ہی میں ان کی طرف طرح طرح کے جھوٹ اور افتراء منسوب کرنے کا بدترین سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

دیکھو مقدمہ مسلم شریف میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مقدمات کی ایک لمبی چوڑی فہرست، سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں پیش ہوتی ہے۔ جس کو دیکھ کر آپ فرماتے ہیں یہ سب کاروائی جعلی اور بے بنیاد ہے جو گمراہ اور بے دین لوگوں کی تیار کردہ ہے۔ جنہوں نے سیدنا حضرت علی کی طرف یہ مقدمات منسوب کر دیئے ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ کر ان مقدمات کو رد کر دیا۔

والله ما قضی بهذا علی الا ان یکون ضلیٰ O

اللہ کی قسم اگر علی نے یہ فیصلے کیے ہیں تو گمراہ ہو کر کیے ہیں (معاذ اللہ)
یعنی ان کا گمراہ ہونا محال ہے اس لیے یہ ان کی طرف منسوب فیصلے بھی ان کے نہیں ہو سکتے۔ قابل غور بات ہے۔ کہ اس قسم کی کاروائیاں صحابہ

کرام کے مبارک دور میں ہو رہی ہیں۔ وہ تو صحابہ کرام کا عہد مبارک تھا جنہوں نے حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ اللہ کا قرآن سنا اور سمجھا وہ حضرات تو ان کی چالوں کو فوراً بھانپ جاتے۔

اور اگر یہی فیصلے جن کو سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جعلی کاروائی بھانپ اور سمجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ اگر صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد منظر عام پر آتے تو کیا بنتا اور کس قدر گمراہی پھیلتی اس قدر شدید تردید کے باوجود سیدنا حضرت علی کی طرف کیا کیا منسوب نہ کیا گیا۔ جس کو صحیح اور درست تسلیم کر لینے سے قرآن مجید اور اسلام کا جڑ ہی سے ستیاناس ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے۔

معزز قارئین کرام!

دشمنان اسلام کی سازشوں اور ان کے مکر و فریب کا یہ حال ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بہتان عظیم کا۔

تو جب دشمنان اسلام کے مکر و فریب کا یہ عالم ہو تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا اور کوئی محدث ان (دشمنان اسلام) کی خباثوں اور چالوں سے کیسے بچ سکتا ہیں۔

مزید دیکھئے کہ عبداللہ بن سبا یہودی بے ایمان کا فتنہ ان تمام فتنوں سے خطرناک اور بڑھ کر تھا۔ جس کی وجہ سے امت مسلمہ میں وہ رخنہ پڑا ہے۔ جس کا مداوا اور علاج قیامت تک ہونا محال ہے۔ اور یہ فتنہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں رونما ہو چکا تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوشش بسیار کے باوجود ختم نہ ہو سکا۔ جبکہ آپ حکمران اور خلیفہ بھی تھے۔ یعنی آپ کی پوری حکومت اس عظیم فتنہ کو ختم نہ کر سکی۔

یہ عبداللہ بن سبا کا فتنہ مسلمانوں کے خلاف ایسا پروان چڑھا جو کہ ہمیشہ کیلئے اسلام کی ترویج و ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتا چلا آ رہا ہے۔ اور ہر زمانے میں اس نے اور اس کے ماننے والوں نے اسلام اور ایمان کو وہ نقصان پہنچایا جس کی مثال ملنا دشوار اور محال ہے۔ رفض و خروج (شیعیت اور خارجیت) کے تمام تر فتنوں کا موجد یہی ملعون عبداللہ بن سبا بے ایمان ہے۔

تو جب دشمنان اسلام کے فتنے اس قدر گہرے اور خطرناک ہیں کہ ان بے ایمانوں نے ہمیشہ اپنے ناپاک عزائم اور منصوبوں کی تکمیل کیلئے بڑے بڑے نامور مسلمان سپوتوں، جرنیلوں، محدثوں اور علماء اسلام کا نام استعمال کیا۔ اور ان کے نام سے عوام الناس مسلمانوں کو دھوکا دیا۔ تو حضرت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے دجل و فریب سے کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ جبکہ وہ ایسے زمانے میں تھے کہ نہ تو وہ نزول وحی کا زمانہ تھا۔ اور نہ قرآن مجید اتر رہا تھا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہری طور پر لوگوں میں تشریف فرما نہ تھے اور نہ ہی وہ مقدس جماعت اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھی۔

وہ علم اور تقویٰ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خاص تھا وہ ان کی رحلت کے ساتھ ہی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔

اور پھر ہر قسم کی گمراہی اور بے دینی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ سر اٹھا چکی تھی۔ دین اسلام کے نام پر عوام الناس اور سادہ دل مسلمانوں کو دغا فریب، دھوکے اور ذجل سے بہلا پھسلا کر بے دین بنانے کی کوششیں اور سرگرمیاں تیز تر ہو گئی تھیں۔

تو ان حالات میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی اور محدث، مفسر اور مؤرخ ان کے مکر و فریب سے کیسے محفوظ و مأمون رہ سکتے تھے۔ اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست اور واقع ہے کہ بڑے بڑے بزرگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سے ان کے ”عادل“ اور ”ثقة“ ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔

چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت
سیدہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے
سامنے پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

اما انه لم یکذب ولكنہ نسی او اخطاء ۰

یعنی انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن بھول گئے یا خطا کی۔

اور مسلم شریف کتاب الجنائز میں حضرت سیدہ کائنات
ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول مبارک بھی
موجود ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔

انکم لتحدثون عن غیر کاذبین ولا مکذبین ولكن

السمع یخطئ ۰

ترجمہ: تم لوگ نہ خود جھوٹے ہو اور نہ تمہارے راوی جھوٹے ہیں۔ لیکن کان
غلطی کر جاتا ہے۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۰۳)

اور احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضور سرور دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے کچھ دن ترک کلام کیا تو جلیل
القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دینا سمجھ لیا۔

چنانچہ مسجد نبوی شریف میں عین منبر رسول کے پاس بیٹھ کر صحابہ کرام یہ گفتگو کر رہے تھے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کرتے ہیں۔ تب پتہ چلتا ہے کہ یہ بات غلط مشہور ہو رہی ہے۔ محدثین نے لکھا کہ یہ بات بھی واقعہ انک کی طرح اولاً کسی منافق نے پھیلا دی تھی۔ جس سے بہر حال عظیم الشان صحابہ کرام غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔

قارئین کرام غور فرمائیے!

اس واقعہ پر کہ وہ تمام صحابہ کبار تھے۔

سب کے سب سچے صادق اور ثقہ تھے۔

مگر قرآن اور قیاس سے وہ اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے تھے۔ اگر خدا

نخواستہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی حالت میں وصال شریف ہو

جاتا تو کس قدر فتنہ کھڑا ہو جاتا۔ کیا بنتا اور یہ نہ سمجھا جاتا؟

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج پاک کو طلاق دے دی

ہے۔ جو کہ سراسر واقعہ اور اصل کے خلاف ہوتا۔

اور امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین کے دور خلافت میں

سبائیوں اور باغیوں نے آپ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی کھڑا کیا۔ اس کو دیکھ لیں خود خط لکھ کر اور اس پر آپ (یعنی عثمان غنی) کی جعلی مہر لگا کر آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ جبکہ آپ کا اس تمام کارروائی کو جعلی اور خود ساختہ قرار دے دینے کے باوجود اس کی تشہیر کر دی گئی۔

نیز سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مذکورہ خط کو جعلی اور سبائیوں کی خود ساختہ سازش قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں (سبائیوں) نے وہ خط آپ (یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی جانب منسوب کرتے ہوئے عوام الناس میں مشہور کر دیا تھا۔

بعد میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سبائیوں نے خطوط لکھ کر مختلف علاقہ جات کی طرف روانہ کیے جن کا سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سختی سے انکار اور رد کیا۔

یاد رہے یہ تمام کارروائی قرن اول میں کی گئی جبکہ بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ اور نصف دور خلافت راشدہ ہنوز باقی اور موجود تھا۔

قارئین عظام!

بخاری شریف کے صحیح ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ معاذ اللہ

قرآن کی طرح صحیح ہے۔ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۝

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ دنیا میں دوسری کوئی بھی ایسی کتاب موجود نہیں جو قرآن مجید کی طرح درست اور دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ ہو۔ ورنہ قرآن کا یہ دعویٰ غلط ہو کر رہ جائے گا۔ اور لا ریب فیہ قرآن کا خاصہ نہیں رہے گا۔ اور قرآن پاک کا یہ دعویٰ

فَاتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَاَدْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ: پس لاؤ کوئی سورت مثل اس کی اور بلا لاؤ تم اللہ کے مقابلے میں اپنے مددگاروں کو اگر تم سچے ہو۔ (غلط ہو کر رہ جائے گا)۔

نیز قرآن مجید کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اول تا آخر ہر دور اور ہر زمانے میں حرف بحرف ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

ترجمہ: بے شک ہم نے نازل کیا قرآن کو اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اور چوبیسویں پارہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لایاتہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
ترجمہ: باطل اس کے آگے اور پیچھے سے نہیں آ سکتا۔ اتار ہوا ہے حکمت
والے سرا ہے ہوئے کی طرف سے۔

تو یہ صرف اور صرف قرآن مجید کا خاصہ ہے اور خاصہ کی تعریف یہ ہے۔
یوجد فیہ مالا یوجد فی غیرہ . خاصة الشیء مالا یوجد
بدون الشیء والشیء قد یوجد بدونہا ۰

اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کا وہ خاصہ ہے۔ اس کے ماسوا میں نہ پایا جائے
تو بخاری شریف کے متعلق کون سی نص قطعی یا دلیل ہے کہ وہ من وعن
اول تا آخر ہر دور اور ہر زمانے میں بالکل صحیح اور محفوظ ہے۔ جس میں کوئی
رد و بدل نہیں ہو سکتا ایسی کوئی دلیل اور ثبوت قطعی موجود نہیں ہے۔ کہ وہ
شیطان صفت اور گمراہ کن لوگوں کی دسترس سے ہر دور میں محفوظ رہی ہو۔ جبکہ
ہمارے نزدیک حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ، طہارت اور نیک
نیتی مسلم ہے۔ لیکن یہ امکان اور احتمال اپنی جگہ قائم ہے۔ کہ حضرت امام
بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی خبیث نے کوئی مداخلت یا
دراندازی کر کے چند روایات اپنی مرضی کے مطابق بخاری شریف میں اپنی

طرف سے دھسوڑ دی ہوں۔

اور یہ بھی کوئی بعید اور محال نہیں ہے کیونکہ شیطان ملعون تو انبیاء علیہ السلام پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔ اس میں بھی مداخلت کرنے سے نہیں چوکتا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى
الْقَى الشَّيْطَانَ فِي أَمْنِيَّتِهِ ۚ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ
يَحْكُمُ اللَّهُ آيَةً ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ
فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةَ قُلُوبِهِمْ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ
لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ (سورة الحج آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گذرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے ۝ تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ان کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم دور کی گمراہی میں ہیں۔

(تفسیر از کنز الایمان مع نور العرفان)

تفسیر: ۵ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا من رآنی فقد رآی الحق فان الشیطان لا یتمثل لی . لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ۶ شان نزول جب سورۃ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر تاکہ لوگ غور کر سکیں۔ جب و مناة الثالثة الاخری فرما کر ٹھہر تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا تلک الغرائق العلی وان شفاء تهن لا ترجی یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں ان کی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے۔ کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ (کنز الایمان مع نور العرفان صفحہ ۵۳۹ حاشیہ نمبر ۵ اور ۶)

اور دیکھیے!

احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے۔ یعنی تمنیٰ کو بمعنی قرأت و تلاوت یا تحدیث کے اور انیت کو بمعنی متلو یا حدیث کے لیا جائے مطلب یہ ہے کہ کہ قدیم سے یہ عادت رہی ہے۔ کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات

پڑھ کر سناتا ہے۔ شیطان اس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے۔ یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں دوسرے اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے۔

(تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی صفحہ ۴۵۰)

مزید دیکھیے!

تمنیٰ کے دوسرے معنی کے لحاظ سے مفہوم ہوگا کہ جب بھی اللہ

کا رسول یا نبی وحی شدہ کلام پڑھتا اور اس کی تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس کی قرأت و تلاوت میں اپنی باتیں ملانے کی کوشش کرتا ہے یا اس کی بابت لوگوں میں شبہ ڈالتا اور میں منہ نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کی رکاوٹوں کو دور فرما کر یا تلاوت میں ملاوٹ کی کوشش کو ناکام فرما کر یا شیطان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ فرما کر اپنی بات کو یا اپنی آیات کو محکم (پکا) فرما دیتا ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے۔ کہ شیطان یہ کارستانیاں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو رسول اور نبی آئے سب کے ساتھ ہی یہی کچھ کرتا آیا ہے۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائیں نہیں شیطان کی ان شرارتوں اور سازشوں سے

جس طرح ہم پچھلے انبیاء علیہم السلام کو بچاتے رہے ہیں۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محفوظ رہیں گے۔ اور شیطان کے علی الرغم اللہ تعالیٰ اپنی بات کو پکا کر کے رہے گا۔

(شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ پریس کمپلیکس صفحہ ۹۲۹)

قارئین کرام!

وہ تو انبیاء کرام اور اولوالعزم رسول (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) تھے اور پھر ان پر وحی کا سلسلہ بھی جاری و ساری تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی اپنے رسولوں اور اپنی وحی کا خود محافظ تھا اس لیے شیطان کی خباثیں اور مکرو فریب نہ چل سکے۔ قرآن میں یہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی نبی پر وحی بھیجتا تو حامل وحی سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بطور محافظ اور پہرے دار فرشتے مقرر کر دیتا۔ تاکہ اس (وحی) میں شیاطین کی مداخلت نہ ہونے پائے۔ اور یہ وحی یا حکم من وعن متعلقہ نبی و پیغمبر تک پہنچ جائے۔

جب شیطان، اس کے حزب اور گروہ کی شرارتیں اس قدر خطرناک اور حد سے بڑھی ہوئی ہوں تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔

کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ وغیرہ کی تصنیفات و تالیفات کیسے محفوظ و مامون رہ سکتی ہیں۔

فا اعتباروا یا اوالی البصار

یہ بھی ممکن ہے کہ دشمنانِ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ کے روپ میں حضرت امام بخاری مرحوم و مغفور کو دھوکا اور فریب سے آپ کے سامنے یہ روایات بیان کر دی ہوں جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے ان کے ظاہری تقویٰ کو دیکھ کر حسن ظن کرتے ہوئے قبول کر لی ہوں۔

جب شیطان ملعون سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو دھوکا دے سکتا ہے جو نبی اور معصوم تھے۔

تو وہی شیطان اور اس کا گروہ اگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دے دے تو کونسا امر محال ہے۔ جبکہ آپ معصوم بھی نہیں۔

قارئین کرام!

صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اٹھاسی (۸۸) مرتبہ مومن اور ایماندار فرمایا ہے۔

دیکھئے قرآن میں اٹھاسی (۸۸) مرتبہ یا ایہا الذین امنوا یا ہے۔

جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو“

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ ان پیارے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔ وہ کون لوگ تھے جو نزول آیات کے وقت موجود بھی ہوں اور ان آیات کے نزول سے قبل اور پہلے ایمان بھی لا چکے ہوں۔

تو جن حضرات کو اللہ تعالیٰ ایمان والا فرمائے پھر ایک دو دفعہ نہیں بلکہ پورے اٹھاسی (۸۸) مرتبہ

یقیناً وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔

علیم بذات الصدور ہے۔ تو جن کو وہ ایمان دار فرمائے وہ کبھی مرتد اور کافر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں ہو سکتے۔ ورنہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آئے گا۔

نیز ان کے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۝

اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے۔

یعنی تمہارے ایمان کی حفاظت کرنے والا خود اللہ ہے۔ اور اللہ کا تم

سے وعدہ ہے کہ تمہارا ایمان ضائع نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ان الله لا يخلف الميعاد

بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

اور صحابہ کرام کی وہ جماعت جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و

تنهون عن المنكر و تؤمنون بالله

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو۔ کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور انہیں

تمام امتوں سے بہتر امت فرما رہا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ براہ راست مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ تم بہترین امت ہو تو ظاہر ہے کہ نزول آیت کے وقت جو لوگ موجود تھے جن کو اللہ تعالیٰ خطاب کے صیغوں اور ضمیروں سے مخاطب کر کے انہیں ارشاد فرما رہا ہے تو لازماً۔ کا جواب یہی ہوگا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

مزید سنئے!

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی دیتا ہے۔

والذین امنوا وھاجروا وھدوا فی سبیل اللہ والذین
اؤوا وناصروا اولئک ہم المؤمنین حقاؕ لھم مغفرة ورزق
کریم (الانفال) ۰

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور
جنہوں نے ان کو پناہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے
لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

تو وہ لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے جو نزول آیت
سے پہلے یہ کام کر چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنت
تجرى تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدًا ذلک الفوز العظیم
(سورۃ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جنہوں نے ان کی
پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اللہ

نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔
جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے ہمراہ اور ساتھ رہنے کا اپنے محبوب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے۔

چنانچہ حکم ہوتا ہے۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة
والعشى يريدون وجهه ولا تعد عينك عنهم.

ترجمہ: اے محبوب روک رکھیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو ان
لوگوں کے ساتھ جو صبح شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ صرف اسی کی
رضا چاہنے کیلئے۔ آپ ان سے اپنی نگاہ کرم نہ پھیریں۔

مزید پڑھیے قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولكن الله يحب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم وكره
اليكم الكفر والفسوق والعصيان ط اولئك هم الرشدون .
فضلا من الله و نعمة والله عليم حكيم ۝

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔ اور کفر کو اور گناہ کو اور ہر قسم کی نافرمانی کو

تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ ان پر اللہ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔
قارئین کرام!

جن پاک لوگوں کے ایمان کی حالت اللہ تعالیٰ اس طرح کھول کر بیان فرمائے تو کیا وہ کسی وقت مرتد ہو سکتے ہیں؟ (معاذ اللہ) اس سے تو لازم آئے گا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے غلط بیانی فرمائی یا پھر (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی جہالت لازم آئے گی۔ تو اس سے یہی بہتر نہیں ہے کہ ایسی روایات سے صرف نظر کیا جائے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کا فرمان بھی لاریب

اور وہ خود فرماتا ہے من اصدق من اللہ قیلاً.

اور یقیناً اس قسم کی روایات غلط ہیں اور صحیح نہیں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان تو کیا ان کے نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں اس عنوان کی بہت ساری آیات موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک آیت مقدّمہ درج کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت اننا لنضیع اجر من احسن عملا

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے بے شک ہم نہیں ضائع کرتے ان کے اچھے اعمال کو۔

قارئین کرام اپنے انصاف سے بتائیں!

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ ارشادات فرمائے اور جن کی عظمت شان اور بلندی درجات سے قرآن بھرا پڑا ہو وہ بھلا ایمان سے کیسے پھر سکتے ہیں۔ اور معاذ اللہ وہ کیسے مرتد ہو سکتے ہیں۔

لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ یہ روایات دشمنان اسلام کی کارستانیاں ہیں اس لیے اس عاجز نے ان کا سراغ لگا کر اور پوری تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ یہ روایات صحیح اور درست نہیں ہیں۔

اولاً: تو اس لیے کہ یہ روایات سریحاً قرآن مجید کے خلاف ہیں۔

ثانیاً: اس لیے کہ ان کے راویوں پر زبردست جرح موجود ہے۔

(جو آگے آرہی ہے۔)

ثالثاً: معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دشمنان اسلام نے بخاری شریف میں داخل کر دی ہیں۔

آخر میں بندہ ناچیز علماء کرام کی خدمت عالیہ میں گزارش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کے ساتھ تمسک اور رباط پیدا کریں۔ بے سہو پا۔

روایات کو رواج دینے اور ان کی ترویج و اشاعت سے اجتناب اور پرہیز کریں۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے ہی واسطہ ہو کر قوم نجات پاسکتی ہے۔

مگر آج جہالت کا دور دورہ ہے۔ آج ہماری اکثر محافل بے اصل اور بے بنیاد روایات و خرافات سے گونج رہی ہیں۔ اور ان پر سینما کارنگ غالب ہے۔ یہ مجالس اور محافل کیا ہیں عام طور پر افسانوی انداز اور ڈرامائی شاہکار ہیں۔ مقرر حضرات جھوم جھوم کر اشعار و قصائد پڑھتے ہیں۔ فضول قصے کہانیاں سناتے اور گمراہ کن روایات پیش کرتے ہیں۔ اور حاضرین ایسے ہیں کہ بیٹھے حظِ نفس کا مزہ لیتے سردھنتے ہیں۔ اور مزید ظلم یہ کہ ان تمام خرافات کو عین دین سمجھ کر وجد کرتے نظر آتے ہیں۔

آج کل کے تمام تراخلافات و انتشارات صرف اور صرف ترکِ قرآن کا نتیجہ ہے۔ لوگوں نے قرآن پاک کے مقابلے میں غلط، جعلی اور بے بنیاد روایات اختراع کر لیں ہیں۔ اور قرآن مجید کو ان (روایاتِ اختراعیہ) کے تابع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور قرآن مجید کی معنوی تحریف کی جاتی ہے اور ایسی اختراعی روایات ہر فرقے اور ہر مذہب نے گھڑ رکھی ہیں۔

قارئین کرام!

ان روایات کو ترک کرنا ہوگا۔

ان بندھنوں سے نکلنا ہوگا۔

تا کہ قرآن پاک سے تعلق اور ربط پیدا ہو سکے آج بھی اگر تمام اسلام کے دعوے دار قرآن کو اللہ کا فرمان سمجھ کر اس سے سچی لو لگائیں اور اس کو مضبوطی سے تھام لیں جیسا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ تو تمام اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔ آج بھی لوگ ایک پلیٹ فارم پر آ سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کا معنی ہی جوڑنے والا ہے۔ جمع کرنے والا اکٹھا کرنے والا ہے۔ اگر کوئی اور قوم اپنی کتاب کو چھوڑ کر روایات کی دلدل میں پھنس جائے تو اتنا افسوس نہیں۔ لیکن مسلمان قوم جسے قرآن مجید جیسی بے نظیر نعمتِ عظمیٰ اور بے مثال رحمت عطا ہوئی ہو اور یہ اسے گلدستہ طاق نسیاں بنا کر فضولیات میں کھوجائے تو تحیر کی انتہا ہے۔ ناتائسف کی کوئی حد۔

اگر آج بھی مسلمان متروک و مجبور قرآن کو سینے سے لگائیں اور عقائد و نظریات، تصورات اور اعمال و کردار کی اساس و بنیاد قرآنی انوار سے استوار کر لیں تو آج بھی یہ تمام فتنے ختم ہو سکتے ہیں۔ اور آپس میں کٹے پھٹے مسلمان پھر سے شیر و شکر ہو سکتے ہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ اکثر جاہل قسم کے واعظ اور گمراہ کن شاعر مذہبی

سٹیج بلکہ منبر رسول پر بیٹھ کر قرآن کو نظر انداز کر کے خانہ ساز روایات و خرافات کے ذریعے بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمانوں اور حاضرین کو پھسلاتے ہیں وہ (واعظ) دراصل مسلم لٹہ کا بیڑہ غرق کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث اور مسلک و ملت کے مفاد سے غداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں پوری قوم اور ملت اسلامیہ کا ستیاناس کر رہے ہیں۔

شیرازہ حیات بکھرتا چلا گیا
وہ تھے کہ زلف اپنی سنوارے چلے گئے
مگر آہ!

صرف تبلیغی سٹیج پر قرآن کے جلوہ گر ہونے سے بگڑی نہیں بنے گی۔

تیری وفا سے کیا ہوتلانی کہ دہر میں
تیرے سوا بھی ہم پر بہت ستم ہوئے
صرف منبر و عظ و تبلیغ و تقریر پر قرآن مجید کے آجانے
(پڑھ لینے) سے کایا نہیں پلٹے گی۔ جب تک مسند درس و تدریس پر قرآن
جلوہ فرمانہ ہو۔

صرف نغمے ہی نہیں لے بھی بدلی ہو گی

باغبانوں نے سنا ہے کہ چمن بیچ دیا
 ہماری بد نصیبی کی کوئی انتہا ہے؟ کہ جن مدارس کا مقصد ہی تعلیم قرآن
 ہے وہاں بھی اگر نہیں ہے تو تعلیم قرآن ہی نہیں۔

مدرسوں میں ہے وہ بحث کلامِ منطوق
 اور قرآن کے اسرار چھپا رکھے ہیں
 قواعد و فنون، ادب و معانی، منطق و فلسفہ وغیرہ یہ سب علوم
 قرآنی کے مبادیات و ذرائع ہیں۔ مگر آج عموماً انہی ذرائع کو ہی مقصد سمجھ لیا
 گیا ہے اور اکثر متعلم مبادیات ہی میں عمر عزیز گزار دیتے ہیں اور گوہر
 مقصود کی شکل تک نہیں دیکھ پاتے۔ گویا یہ ایسے مسافر ہیں جو عمر بھر شب و روز
 سفر ہی کرتے رہتے ہیں اور منزل سے نا آشنا محض رہتے ہیں۔

کون ہے جو ان کی بادیہ گردیوں، صحرا انوردیوں، ناکامیوں اور
 نامرادیوں پر چار آنسو نہ بہائے گا۔

اس موج کی قسمت پر روتی ہے بھنور کی آنکھ
 جو دریا سے اٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی
 طرف تماشہ یہ

کہ واعظوں یا مبلغین، معلمین، متعلمین یہ سب لہجے قرآن

ہی کے نام پر ہیں۔ دنیا ان کی خدمت اور عزت یہ سمجھ کر کرتی ہے کہ یہ لوگ قرآن کے خادم اور ناشر ہیں۔

کس درجہ کے ظالم ہیں یہ لوگ کہ قرآن کے نام پر کھا کر بھی اس کا نام تک نہیں لیتے۔

اور کس قدر مظلوم ہے قرآن، کہ جن کو اس کے نام پر روٹی ملتی ہے۔ وہ بھی اس کے نہیں بنتے۔

دور گردوں میں کسی نے اپنی غم خواری نہ کی
دشمنوں نے دشمنی کی یاروں نے یاری نہ کی

☆☆☆☆☆☆

اٹھ کر تاسازی ماحول سے صف آراء ہو
زندگی نام ہے ماحول سے لڑتے رہنا
اغیار نے قرآن کی مخالفت میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیا اور اشاعت
قرآن کی مزاحمت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اس کا کوئی غم نہیں۔
افسوس ہے تو اس بات کا کہ اس رحمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کو اپنوں نے بھی نہیں
اپنایا اس نعمت کبریٰ کو ہم نے بھی سینے سے نہیں لگایا۔

نہیں غم کہ دشمن ہے سارا زمانہ

مگر آہ کہ تم نے بھی اپنا نہ جانا
ہماری کوشش بھی زیادہ تر روایات و حکایات کو رواج دینے پر صرف
ہوئی۔ اس سے اوپر نظر اٹھا کر ہم نے بھی نہ دیکھا۔

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی
کتنا لرزہ انگیر یہ تھوڑے۔

کہ مبادا روزِ محشر حضور پر نور شافعِ محشر کا دستِ رحمت ہمارا گریبان
گیر ہو اور حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت کی بجائے
ہمارے خلاف دربارِ خداوندی میں یہ استغاثہ پیش کریں۔

کہ

وقال الرسول يا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مہجورا O

﴿وما توفیقی اللہ باللہ﴾

اب وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جو زیر بحث لائی گئی ہیں۔

پڑھیے اور غور فرمائیے!

روایت نمبر ۱:

حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفیان حدثنا مغيرة بن

النعمان ثنی سعید بن جبیر اراہ عن ابن عباس عن النبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انکم محشرون حفاة عراة غرلا ثم
 قراء كما بداءنا اول خلق نعیده وعدا علينا انا كنا فاعلین و
 اول من یکسی يوم القيمة ابراهیم وان ناسا من اصحابی یؤخذ
 بهم ذات الشمال فا قول اصحابی اصحابی فیقول انهم لم
 یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ قارقتهم فا قول كما قال العبد
 الصالح و كنت علیهم شهید ما دمت فیهم الی قوله العزیز
 الحکیم بحوالہ بخاری شریف صفحہ (۳۷۳) جلد اول

ترجمہ: محمد بن کثیر مغیرہ بن النعمان، سعید بن جبیر امام بخاری کہتے ہیں میرا
 خیال ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حشر برہنہ پاؤں ننگے بدن
 اور بغیر ختنہ کے ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم
 نے ابتداء میں جس طرح پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا
 وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے اور قیامت کے دن
 سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے
 گا۔ اور اس روز میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جا رہا ہوگا۔ تو میں

کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے اور اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ گئے۔ سو میں اس وقت ایسا ہی کہوں گا جیسا کہ اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اور میں ان لوگوں پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ جب تو نے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا محافظ تھا۔ الی العزیز الحکیم۔

اب روایت کے راویوں پر نقد و جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن کثیر ہے۔

محمد بن کثیر نام کے پانچ چھ راویوں کو صاحب میزان زیر بحث لایا ہے۔ اور وہ سب کے سب غیر معتبر ہیں۔

ان کے متعلق بحث اور جرح پڑھیے۔

محمد بن کثیر السلمی البصری القصاب قال ابن

المدینی ذاہب الحدیث قال الدار القطنی وغیرہ ضعیف۔

ترجمہ: محمد بن کثیر سلمی بصری قصاب، ابن مدینی نے کہا کہ یہ ذاہب الحدیث ہے۔ دار القطنی وغیرہ نے کہا کہ یہ ضعیف ہے۔

دوسرا محمد بن کثیر القرشی الکوفی ابواسحاق ہے۔ اس کے متعلق دیکھیں۔

وقال البخاری کوفی منکر الحدیث

ترجمہ: امام بخاری کہتے ہیں۔ کہ یہ کوفی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔

راوی عباس ”عن یحییٰ قال شیعی قال ابن عدی الضعف

علی حدیثہ بین

ترجمہ: راوی عباس یحییٰ سے کہتے ہیں۔ وہ شیعہ ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی حدیثوں میں واضح ضعف ہے۔

نمبر ۳ محمد بن کثیر العبیدی البصری ہے۔

اس کا حال یہ ہے۔

”و روا احمد بن ابی خیشمہ قال لنا ابن معین لا تکتبوا

عنه لم یکن بالثقه،،

ترجمہ: احمد بن ابی خیشمہ نے کہا۔ کہ ہم سے ابن معین نے فرمایا۔ کہ اس سے کوئی روایت نہ لکھی جائے۔ کیونکہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

نمبر ۴ محمد بن کثیر المصعبی ابو یوسف ہے۔

اس کے بارے میں لکھا ہے۔

ضعفه احمد وقال النسای وغیرہ لیس بالقوی و قال

عبدالله بن احمد ذکر ابی محمد بن کثیر المصیبی فضعه

جدا و قال ايضا يروى ايشياء منكورة ۛ

ترجمہ: اور امام احمد نے اس کے ضعیف ہونے کا قول کیا ہے۔ اور نسائی وغیرہ نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے کہا میرے باپ نے محمد بن کثیر مصیصی کا ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ بہت ہی ضعیف ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ وہ منکر اشیاء (یعنی روایتیں) روایت کرتا تھا۔

(المیزان جلد ۴ صفحہ ۱۷۱، ۱۸۰)

نیز اس کے بارے میں کافی طویل بحث ہے۔
 نمبر ۵: محمد بن کثیر بن مروان القہری الشامی ہے۔
 اس کے متعلق لکھا ہے۔

”قال ابن معین ليس بالثقه لساء الثناء عليه بغوى وقال

ابن عدی روی بو اطلیل،“

ترجمہ: ابن معین کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ بغوی نے اس کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ اور ابن عدی نے کہا کہ وہ باطل روایات بیان کرتا تھا۔

نمبر ۶: محمد بن کثیر بن سہل الرازی ہے۔

وہ غیرہ معروف مجہول اس قسم کا ہے۔

”روی احادیث قاله الخطیب قلت لا يعرف

ترجمہ: اس نے حدیثیں روایت کیں۔ خطیب نے کہا کہ میں کہتا ہوں۔ وہ غیر معروف، مجہول ہے۔

(المیزان جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۱) لسان المیزان صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲

تہذیب التہذیب اسی نام کی بحث

(تقریب التہذیب صفحہ ۳۰۳)

(قانون الموضوعات والضعفاء)

محمد بن کثیر کو فی شیعہ ہے۔

اور محمد بن کثیر بن مروان شامی متروک ہے۔ (صفحہ ۳۹۳)

محمد بن کثیر القرشی قال احمد حرقنا حدیثہ

ترجمہ: (ہم نے اس کی حدیثیں جلا ڈالیں)

قال البخاری:

منکر الحدیث: منکر حدیثیں روایت کرتا تھا۔

(البانی جلد دوم صفحہ ۷۸، ۷۹)

محمد بن کثیر الفہری متروک قال ابن عدی روای

ابطال . (البانی جلد ۵ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: محمد بن کثیر فری متروک ہے ابن عدی نے فرمایا کہ وہ باطل روایات

بیان کرتا تھا۔

اس روایت کا دوسرا راوی سفیان بن عیینہ ہے وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن وہ بھی تدلیس کر لیا کرتا تھا۔

وکان یدلس (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۵)

ترجمہ: اور مدلس تھا۔

الا انه تغیر حفظه باخره کان ربما یدلس (تقریب صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ: مگر یہ کہ آخر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اور بہت دفعہ تدلیس کیا کرتا تھا۔

بلکہ اس میں تشیع پایا جاتا تھا۔ وہ اگر ایسی روایت اور حدیث نقل کرتا جس میں صحابہ کبار کا ذکر ہوتا تو جان بوجھ کر صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ میں سے بعض کو حذف کر دیتا اور گرا دیتا تھا۔

چنانچہ تھذیب میں موجود ہے کہ ابن عیینہ نے ایک دفعہ ایک حدیث بیان کی جس میں امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کا ذکر تھا تو اس نے آپ کا ذکر ترک کر دیا۔ جب کسی نے سوال کیا کہ کیا اس حدیث میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن میں نے جان بوجھ کر ذکر نہیں

کیا کیونکہ میں کوئی جوان ہوں۔

اصل عبارت ملاحظہ کیجئے۔

ونسبه ابن عدی الی شیء من التشیع فقال فی ترجمۃ
عبدالرزاق ذکر ابن عیینہ حدیثا فقیل لہ هل فیہ ذکر عثمان
قال نعم و لکنی سکتُ لانی غلام کوفی ۰

(تہذیب التہذیب جلد دوم صفحہ ۳۵۹)

قارئین کرام خدارا انصاف فرمائیے!

سفیان بن عیینہ اس قدر ^{محصصی} اور سخت شیعہ ہے کہ صحابہ کرام کے
اسماء مبارکہ جان بوجھ کر تعصب اور حسد کی بنا پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے حذف کر دیتا اور گرا دیتا تھا۔ صحابہ کرام کا نام لینا گوارا نہیں کرتا
اگرچہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی اس کا ذکر کیوں نہ ہو۔ اسی لئے تو
اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا خائن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے فرمان مبارکہ میں تغیر و تبدل کر دیتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تھا
تو کیا ایسے شخص کی روایت قابل قبول ہو سکتی ہے۔ پھر وہ بھی صحابہ کرام رضوان
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف۔

بندہ عاجز کو تو ان علماء اور محدثین پر انتہائی تعجب ہے جو اس کو ثقہ اور

قابلِ حُجَّت مانتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں۔

روایت نمبر ۲:

حدثنا محمد بن يوسف ثنا سفيان عن المغيرة بن
النعمان عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ
كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا انا كنا فاعلين فأول من
يكسى ابراهيم ثم يؤخذ برجال من اصحابي ذات اليمين و
ذات الشمال فأقول اصحابي فيقال انهم لم يزوالوا مرتدين على
اعقابهم منذ فارقتهم فأقول كما قال العبد الصالح عيسى بن
مريم و كنت عليهم شهيد ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت
انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد ان تعذبهم
فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم ذكر
عن ابي عبد الله عن قبيصة قال هم المرتدون الذين ارتدوا على
عهد ابي بكر فقاتلهم ابو بكر

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹۰)

ترجمہ: حذف سند کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس نے روایت ہے کہ اے نبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کیے جاؤ گے تم پاؤں اور بدن برہنہ غیر
مختون پھر آپ نے یہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر کر دیں گے۔ یہ وعدہ ہے
ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا ہے تو سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا
جائے گا وہ سیدنا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے کچھ لوگ میرے
صحابہ میں سے دائیں بائیں سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو
میرے صحابہ ہیں۔ تو کہا جائیگا کہ بیشک وہ ہمیشہ مرتد رہے۔ اپنی ایڑیوں پر پھر
گئے۔ جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے۔ تو میں کہوں گا جیسا کہ نیک بندے
عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا میں ان پر گواہ رہا، جب تک میں ان میں رہا تو جب تو
نے مجھے فوت کر دیا تھا تو تو ہی ان پر نگہبان اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انہیں
عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اگر تو ان کو بخش دے تو بیشک تو
غالب حکمت والا ہے۔ ابو عبد اللہ سے قبضہ نے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ وہ
وہ مرتد لوگ ہیں۔ جو مرتد ہو گئے تھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، کے زمانے
میں۔ اور جن سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان انصاری ہے۔
یہ بھی سفیان بن عیینہ کا ہم مذہب ہے اور اس کا پکا شاگرد اور ہم خیال
ہے۔ اس کے بارے میں بھی بڑی طویل اور لمبی چوڑی بحث ہے۔
تہذیب میں اس کے بارے میں موجود ہے۔

”وقال بعض البغدادیین اخطاء محمد بن یوسف فی

مائة وخمسين حدیثا من حدیث سفیان،،

ترجمہ: اور بعض بغدادیوں نے کہا کہ محمد بن یوسف نے سفیان سے روایت
کرنے میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) حدیثوں میں خطا اور غلطی کی ہے۔

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۵۱۷)

نیز اس روایت میں بھی وہی سفیان بن عیینہ راوی موجود ہے جو جلا
بھنا شیعہ تھا اور ایک راوی المغیرہ بن نعمان ہے جو کہ کوئی اور چھٹے درجے کا
راوی ہے۔ (تقریب جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۵۱۷-۵۱۸)

روایت نمبر ۲ پر جرح ختم ہوئی

روایب نمبر ۳:

حدثنا ابو الوليد قال حدثنا شعبة قال اخبرنا المغيرة بن
النعمان قال سمعت سعيد بن جبیر عن ابن عباس قال خطب
رسول صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا ايها الناس انكم
محشورون الى الله حفاة عراة غرلا ثم قال كما بدأنا اول خلق
نعينه وعدا علينا ان كنا فاعلين الى اخر (الاية) ثم قال الا وان
اول الخلاق يكسى يوم القيمة ابراهيم الاوانه يجآؤ برجال من
امتى فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يا رب اصحابى فيقال
انك لاتدرى ما احد ثوابك فاقول كما قال العبد الصالح
و كنت عليهم شهيدا مادمت فيهم فلما توفيتنى كنت انت
الرقيب عليهم فيقال ان هؤلاء لم يزوالوا مرتدين على اعقابهم
منذ فارقتهم

(بخارى شريف صفحه ۶۶۵)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔
فرماتے ہیں کہ حضور انور نے خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو بے شک تم جمع ہونے والے ہو اللہ کی بارگاہ میں پاؤں بدن

برہنہ غیر محتون۔

پھر آپ نے قرآن کا یہ حصہ تلاوت فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر لوٹا دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا ہے۔ پھر فرمایا خبردار اور بے شک ساری مخلوق سے پہلے قیامت کے دن سیدنا حضرت ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ خبردار اور بیشک شان یہ ہے کہ لائے جائیں گے کچھ لوگ میری امت کے تو پکڑے جائیں گے وہ بائیں جانب سے میں کہوں گا۔ اے رب یہ میرے صحابہ ہیں تو جو بلا کہا جائے گا۔ بیشک تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد نیا دین بنا لیا تھا تو میں وہی کہوں گا جو نیک بندے نے کہا تھا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا تو کہا جائیگا بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب سے تو ان سے جدا ہوا اس وقت سے لے کر ہمیشہ اسلام سے پھر کر مرتد ہو کر مرے۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو

اس روایت کا پہلا راوی ابو الولید ہے۔

اس کا پورا نام حشام بن عبد الملک ہے۔ رواۃ کے درجات کے اعتبار

سے یہ نوے درجے کا راوی ہے۔

باقی شعبہ کے علاوہ وہی سند ہے جو اس سے پہلی روایت کی ہے۔ اور اس کی بحث گزر چکی۔

نیز اس روایت میں قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جیسا کہ روایت میں خطبہ رسول اللہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بے شمار صحابہ کرام کا مجمع ہوگا۔ تو کیا سوائے عبد اللہ بن عباس کے اور کسی صحابی نے آپ کے خطبہ مبارک کی طرف توجہ اور التفات نہ کیا صرف حضرت ابن عباس ہی نے توجہ فرمائی اور آپ کا خطبہ سنا اور یاد کیا اور پھر اس کو بیان کر دیا کیا وجہ ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی صحابی نے آپ کے اس اہم خطبہ کی طرف توجہ اور دھیان نہ دیا اور نہ بیان کیا جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبہ میں لفظ ”الا“ اور ”ان“ کہہ کر تمام مجمع اور صحابہ کو خبردار فرماتے ہیں کیونکہ ”الا“ کا معنی ہوشیار اور خبردار ہے۔ اور یہ لفظ بھی عربی کلام میں تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ یعنی حاضرین مخاطبین اور سامعین کو خبردار کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تو کیا وجہ ہے کہ سینکڑوں صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر اور جمع ہیں جن میں یقیناً خلفائے راشدین بمع سیدنا حضرت علی

رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت ابن عباس کے والد گرامی عم رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی حاضر اور موجود ہوں گے۔ تو کیا ان بزرگوں میں سے کسی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطبہ نہ سنا۔

ہے نہ یہ قابل غور بات!

یعنی ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجتماع ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوردار خطبہ ارشاد فرماتے ہیں مگر ہزاروں کے مجمع میں سے صرف حضرت ابن عباس ہی سنتے ہیں۔ جو کہ ہنوز طفل اور بچے تھے کیونکہ آپ کی عمر مبارک بوقت وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس بارہ سال کی تھی۔ اور یہ خطبہ مبارک خدا جانے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال شریف سے کتنی مدت پہلے ارشاد فرمایا ہو۔

حیرت کی بات ہے کہ ان کے علاوہ کوئی معمر صحابی حتیٰ کہ آپ کے والد گرامی سیدنا عباس نے کیوں نہ بیان فرمایا۔ باب العلم سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کیوں نہیں بیان کرتے۔ ان بزرگ اور معمر صحابہ کرام کو کیا مجبوری تھی اور ان پر کونسی پابندی عائد تھی کہ وہ بیان نہ کر سکے۔ کیا (معاذ اللہ) تمام صحابہ کرام بمع حضرت علی اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہم) بہرے ہو گئے تھے۔ جو خدا کے رسول حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ نہ سن

سکے۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اور سب کو ارشاد فرمایا اور متنبہ کیا جیسا کہ حرف ”اَلَّا“ کا تقاضا ہے۔ حیرت ہی حیرت ہے کہ یہ عقدہ کیسے حل ہوگا۔

بندہ ناچیز راقم الحروف کا خیال ہے۔ کہ آپ کا ایسا کوئی خطبہ نہیں یہ تمام تر کاروائی صحابہ کرام کے دشمنوں کی ہے اور یہ ایسے ہی سیدنا حضرت ابن عباس کے سر مڑھ دی گئی ہے۔

جس طرح قلم دوات والی جعلی روایت آپ کے ذمہ لگادی گئی ہے۔

روایت نمبر ۳ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۴:

حدثنا محمد بن كثير قال حدثنا سفين قال حدثنا المغيرة

بن النعمان قال حدثني سعيد بن جبيرة عن ابن عباس عن النبي

صلى الله عليه وسلم قال انكم محشورون و ان ناسا يؤخذ بهم

ذات الشمال فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم

شهيد مادمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم الى

قوله العزيز الحكيم ۵ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶۵)

ترجمہ: اس کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ اس روایت کا بھی پہلا راوی محمد بن کثیر اور دوسرا سفیان بن عیینہ ہے اس لئے اس روایت کا بھی وہی حال ہے جو اس سے پہلی کا ہے۔

نیز اس روایت میں ”ان ناساً“ کا لفظ ہے صحابہ کا ذکر تک نہیں ہے۔

روایت نمبر ۵:

حدثني محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا
شعبة عن المغيرة النعمان عن سعيد بن جبيرة و عن ابن عباس
قال قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب فقال انكم
محشورون حفاة عراة غرلا كما بدأنا اول خلق نعيده (الآيه)
وان اول الخلاق يكسى يوم القيمة ابراهيم وانه
سيجاؤ رجال من امتى فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يا رب
اصحابى فيقول انك لا تدري ما احدثوا بعدك فاقول كما
قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيداً الى قوله الحكيم انهم
لم يزالو مرتدين على اعقابهم

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۶۶)

اس کا ترجمہ بھی تقریباً وہی ہے۔ جو روایت نمبر ۳ کا ہے۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن بشار ہے۔

اس کے متعلق کتب رجال میں ملاحظہ تبصرہ اور بحث ہے چنانچہ بعض نے تو اس کی بہت تعریف کی ہے اور بعض نے زبردست تنقید اور جرح فرمائی ہے۔ یاد رہے اس کو بندار بھی کہتے ہیں اور یہ ہر قسم کی کتاب پڑھ کر روایت کر دیتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

بندار یقرء من کل کتاب و قال عبداللہ بن دورقی کنا عند

ابن معین وجرى ذکر بندار فرأیت یحیٰ لا یعبأ به ویستضعفه قال

ورأیت القواریری لا یرضاه وقال کان صاحب حمام ۵

ترجمہ: یعنی بندار ہر قسم کی کتاب پڑھ کر روایت کر دیتا تھا۔ اور عبداللہ بن دورقی نے کہا کہ ہم ابن معین کے پاس موجود تھے اور بندار کا تذکرہ شروع ہوا میں نے دیکھا کہ یحییٰ توجہ نہیں کرتے۔ اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔ اور کہا میں نے دیکھا قواریری کو۔ وہ اسے ناپسند کرتا تھا۔

اور اس نے کہا کہ وہ صاحب حمام یعنی ”نائی“ تھا۔

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۴۸)

اور تقریب میں ہے۔

کہ وہ نمبر دس کا روای ہے۔

”ثقه من العاشره“

یعنی ہے ثقہ پر دس نمبر کا۔

علاوہ ازیں یہاں بھی وہی تقریر ہے جو اس سے پہلی روایت کے تحت ہو چکی کہ حضور سرور کائنات خطبہ ارشاد فرماتے ہیں مجمع بے شمار ہے لیکن سنتے صرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ”فیاللعجب“

روایت نمبر ۵ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۶:

حدثنا يحيى بن حماد قال حدثنا ابو عوانة عن سليمان
عن شقيق عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انا
فرطكم على الحوض و حدثني عمرو بن علي قال حدثنا
محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن المغيرة قال سمعت
ابا وائل عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انا
فرطكم على الحوض وليرفعن رجال منكم ثم يختلجن دوني

فاقول يا رب اصحابي فيقال انك لا تدري ما احدثوا بعدك
 تابعه، عاصم عن ابى وائل وقال حصين عن ابى وائل عن
 خذيفة عن النبى صلى الله عليه وسلم ۝

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۷۴)

ترجمہ: یحییٰ بن حماد، ابو عوانہ، سلیمان، شقیق، عبد اللہ بن مسعود آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش
 خیمہ ہوں گا۔ دوسری سند عمرو بن علی، محمد بن جعفر، شعبہ، مغیرہ، ابو وائل، حضرت
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
 کہ آپ نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ تم میں سے چند لوگ
 میرے سامنے لائے جائیں گے۔ اور پھر مجھ سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔
 تو میں کہوں گا کہ اے پروردگار یہ میرے امتی ہیں تو مجھے جواب ملے گا کہ تم
 نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے تمہارے بعد کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا ایک راوی ابو عوانہ ہے۔

جس کا نام وضاع بن عبد اللہ یثکری ہے اس کے بارے میں لکھا ہے

کہ جب وہ کتاب دیکھ کر روایت بیان کرتا تھا تو صحیح بیان کرتا تھا اور اگر زبانی بیان کرتا تو بہت ہی زیادہ خطا کرتا تھا۔ یعنی اس کا حافظہ انتہائی کمزور تھا۔

تو ظاہر ہے کہ جب وہ اپنے شاگرد کے سامنے حدیث بیان کرتا ہوگا تو زبانی بیان کرتا ہوگا۔ ورنہ اس کے شاگرد یحییٰ بن حماد اس طرح کہتے ”حدثنا ابو عوانہ من کتابہ“ تو جب اس نے اپنے شاگرد کے سامنے یہ روایت زبانی بیان کی تو خطا کا احتمال قوی ہے۔ (تہذیب جلد نمبر ۶ صفحہ ۷۷)

نیز تقریب میں ہے کہ وہ ساتویں درجے کا راوی ہے اور اس روایت کا ایک راوی سلیمان الأعمش ہے وہ شیعہ ہے۔ دیکھئے ”سیر صحابہ“ و دیگر کتب رجال علاوہ ازیں وہ مدلس بھی تھا۔

(قانون الموضوعات والضعفاء صفحہ ۲۶۱)

اور جب کہ وہ مدلیس کا عادی تھا تو خدا جانے اس نے کون کون سے راوی ترک کئے اور پھر ان راویوں کا کیا حال ہو۔

اس روایت میں بعد از تحویل جو عمرو بن علی ہے اس کے بارے میں

ملاحظہ ہو۔

وقد تكلم فيه علي بن المديني و طعن في روايته عن

يزيد بن ذريع انتهى ۰

ترجمہ: اور اس میں علی بن مدینی نے کلام کیا ہے۔ اور طعن کیا ہے اس کی روایت میں جو اس نے یزید بن ذریع سے نقل کی ہے۔

(تہذیب جلد ۴ صفحہ ۳۶۸)

اس روایت کا ایک راوی شعبہ ہے وہ بھی بالکل صاف نہیں۔

قال الدار قطنی فی العلل کان شعبۃ یخطی فی اسماء

الرجال کثیرا لتشاغله بحفظ المتون ۵

ترجمہ: دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں کہا کہ شعبہ اسماء الرجال میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ متون کو یاد کرنے میں مشغول رہتا۔

(تہذیب جلد دوم صفحہ ۵۰۲)

اس روایت کا ایک راوی مغیرہ بن مقسم الضمی ہے۔ اس کے متعلق ہے۔

قال ابن فضیل کان یدلس فلا یکتب الا لما قال حدثنا

ابراہیم ۵ (میزان جلد ۴ صفحہ ۱۶۶)

ترجمہ: ابن فضیل نے کہا کہ وہ دلس تھا۔ تو اس کی کوئی روایت نہ لکھی جائے۔ سوائے اس کے کہ وہ کہے ہم سے ابراہیم نے بیان کیا۔

ظاہر ہے کہ اس روایت میں ایسا نہیں ہے۔ لہذا یہ روایت نہ لکھنے

کے قابل ہے اور نہ لائق بیان۔

وقال كان مدلسا وقال اسماعيل القاضي ليس بقوى

فيمين لقي لانه يدلس فكيف اذا ارسل ۵

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۷۱۷)

ترجمہ: اور اسماعیل قاضی نے کہا کہ جن سے وہ ملاقات کرتا ان سے روایت کرنے میں وہ قوی نہیں۔ یعنی جن سے وہ مل کر اور جن کا وہ نام لے کر روایت کرتا وہ بھی قوی اور درست نہیں اور جب وہ رواد کو ترک کرتا ہوگا تو اس وقت اس کا کیا حال ہوگا۔

اور اس کی روایت کردہ روایت کی کیا حالت اور کیفیت ہوگی۔

اور اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی حصین بن عبدالرحمن کوئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی کوئی رفض و شیعیت سے محفوظ نہیں سوائے ایک دو کے۔ کوفہ کی آب و ہوا میں اس قدر شیعیت سرایت کر گئی تھی کہ وہاں رہ کر شیعیت سے محفوظ رہنا بعینہ ایسا تھا جیسے دریا میں کھڑے ہوئے پانی سے دامن بچانا۔

حضرت بشر حافی کا قول ہے۔

ما شرب احد ماء الفرات فسلم الا عبد الله بن ادریس

یعنی عبد اللہ بن ادریس کے سوا جس نے بھی فرات کا پانی پیا ۵۰

شیعیت سے نہیں بچا۔

(تہذیب ذکر عبداللہ بن ادریس اور سیر صحابہ جلد اول صفحہ ۱۵۱)

چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المؤمنین صفحہ ۵۶ پر لکھتا ہے

و بل جملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامہ دلیل

ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف

اصل محتاج بدلیل است (مجالس المؤمنین صفحہ ۵۶)

ترجمہ: الحاصل اہل کوفہ کے شیعہ ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت

نہیں۔ شیعہ ہونے کیلئے صرف کوفی ہونا ہی کافی ہے۔

کیونکہ یہ حصین بن عبدالرحمن کوفی ہے اس لیے اس کا بھی وہی حال

ہونا چاہیے جو کہ عام طور پر کوفیوں کا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اس کا حال دیکھیے!

و ذکرہ البخاری فی کتاب الضعفاء و ابن عدی

والعقلی فلہذا ذکرہ (میزان جلد اول صفحہ ۵۵۲)

یعنی امام بخاری نے اس کو ضعیف لوگوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے ابو

عدی اور عقلی نے بھی اسی طرح اس کو ضعیف سمجھا۔

صاحب میزان فرماتے ہیں کہ اسی لیے میں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اور تہذیب میں ہے۔ ”وقال النساء ی تغیر“
 کہ وہ اصلی حالت سے بدل گیا تھا یا قدرے اس کا دماغی توازن
 خراب ہو گیا تھا۔

”و ذکر العقیلى ولم ی ذکر الا قول یزید بن ہارون انه
 نسی وقال الحسن“ یعنی الحلوانی عن یزید بن ہارون اختلط
 و انکر ذالک ابن مدینی فی علوم الحدیث بانہ اختلط و تغیر
 (تہذیب جلد اول صفحہ ۵۴۸)

اس عبارت کا لب لباب و ما حاصل یہ ہے کہ اس کا دماغی توازن صحیح
 اور درست نہ رہا تھا اس لئے وہ قابل ذکر اور قابل حجت نہیں۔

روایت نمبر ۶ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۷:

حدثنا مسلم بن ابراہیم قال حدثنا و ہیب قال حدثنا
 عبدالعزیز عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیردن
 علی ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتهم اختلجوا دونی
 فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احد ثوا بعدک

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۷۴)

ترجمہ: حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ حوض پر وارد ہوں گے میں ان کو پہچان لوں گا۔ وہ میرے سامنے سے کھینچ لئے جائیں گے تو میں کہوں گا یہ میری امت کے لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت میں ایک راوی وہیب ہے
 اس کا بھی آخر میں تھوڑا سا دماغ خراب ہو گیا تھا۔
 ”لکنہ تغیر قلیلا باخرہ“
 آخر میں اس کا کچھ دماغ خراب ہو گیا تھا۔
 اور وہ ساتویں درجے کا راوی ہے۔
 اس روایت کا پہلا راوی مسلم بن ابراہیم ہے۔
 وہ خود نویں درجے کے چھوٹے راویوں میں سے ہے۔
 (تقریب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

روایت نمبر ۷ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۸:

حدثنا سعيد بن مریم قال حدثنا محمد بن مطرف قال
حدثني ابو حازم عن سهل بن سعد قال قال النبي صلى الله
عليه وسلم انا فرطكم على الحوض من مر على شرب ومن
شرب لم يظمأ ابدا ليردن على اقوام اعرفهم ويعرفوني ثم
يحال بيني وبينهم قال ابو حازم فسمعتي النعمان بن ابي عياش
فقال هكذا سمعته من سهل فقلت نعم فقال اشهد على ابي
سعيد بن الخدري لسمعت و هو يزيد فيها فا قول انهم مني
فيقال انك لا تدري ما احدثوا بعدك فا قول سحقا سحقا
لمن غير بعدى وقال ابن عباس سحقا بعدا سحيق بعيد سحقه
واسحقه ابعد قال احمد بن شبيب بن سعيد بن الحبطي حدثنا
ابى عن يونس عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابي
هريرة انه كان يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
يرد على يوم القيمة رهط من اصحابي فيجلعون عن الحوض
فاقول يا رب اصحابي فيقول انك لا علم لك بما احدثوا
بعدك انهم ارتدوا على ادبارهم القهقري وقال شعب عن

الزهرى كان ابو هريرة يحدث عن النبى صلى الله عليه وسلم
 فيجعلون وقال عقيل فيجعلون وقال الزبيدى عن الزهرى عن
 محمد بن على عن عبد الله بن ابى رافع عن ابى هريرة عن
 النبى صلى الله عليه وسلم (بخارى جلد دوم صفحہ ۹۷۴)

ترجمہ: سعید بن ابی مریم، محمد بن مطرف، ابو حازم، سہل بن سعد سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ اور جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پانی پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے سامنے کچھ لوگ وارد ہوں گے میں ان کو پہچان لوں گا۔ اور وہ مجھے پہچان لیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائیگا۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنا تو کہا کہ کیا تو نے سہل سے اس طرح سنا میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ میں ابو سعید الخدری پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو اتنا زیادہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہوں گا یہ لوگ مجھ سے ہیں پس کہا جائیگا نہیں تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا میں کہوں گا اللہ کی رحمت سے دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ سھقا کا معنی دور ہونا ہے۔ سھیق کا معنی بعید

کے ہیں یعنی دور ہونا اور احمد بن شعیب بن سعید جبلی نے بواسطہ یونس بن شہاب سے وہ سعید بن میتب سے اور وہ ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے تو ان کو حوض سے دور ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ میرے صحابی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تجھے اس بات کا علم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بیشک یہ لوگ مرتد ہو کر اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔

بعد از تحویل شعیب زہری سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیجعلون وقال عقیلی فیحلون نقل کرتے ہیں اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن مطرف ہے۔ جو کہ مجہول ہے۔

(میزان جلد ۲ صفحہ ۴۳) اور (تہذیب جلد ۵ صفحہ ۲۹۵) پر ہے

”وقال یغرب“

یعنی اس کی روایات میں غرائب پایا جاتا ہے۔

نیز اس روایت میں جس ابو سعید ابو خدری کا ذکر ہے۔

بندہ کا غالب گمان ہے کہ وہ محمد بن سائب الکھمی ہے کیوں کہ اس

کے شاگرد عطیہ بے ایمان نے اس کلبی خبیث کی کنیت ابو سعید خدری رکھی ہوئی تھی اور یہ شخص انتہا درجہ کا کاذب جھوٹا اور شیعہ بے ایمان تھا۔

اور عطیہ بے ایمان بھی زبردست شیعہ تھا۔ اہل ایمان کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے وہ یہ کاروائی کرتا تھا۔

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۱۸)

اور اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی عقیل بن ابی خالد ہے۔

یروی عن الزہری منا کبر (قانون الموضوعات صفحہ ۲۷۸)

ترجمہ: وہ زہری سے منکر روایات بیان کرتا تھا۔

نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی احمد بن شیبہ الجبلی ہے۔

اس کا حال دیکھو۔ (میزان جلد اول صفحہ ۱۰۳)

قال الازدی منکر الحدیث غیر مرضی

ترجمہ: ازدی نے کہا وہ منکر حدیثیں بیان کرنے والا اور نہ پسندیدہ ہے۔

نیز اس روایت کا ایک راوی سلمہ بن دینار ہے۔

یہ پانچویں درجے کا راوی ہے۔

(تقریب جلد اول صفحہ ۲۰۶)

اور اس کے راویوں میں سے ایک راوی یونس بن یزید ہے۔

اس کا حال یہ ہے۔

”کان یجی عن سعید باشیاء لیست من حدیث سعید
 وضعفه امره وقال لم یکن یعرف الحدیث وکان یکتب اول
 الکلام فینقطع الکلام فیکون اوله عن سعید وبعضه عن
 الزهری، فیشتبه علیه وقال ابو زرعه الدمشقی سمعت ابا
 عبدالله بن حنبل یقول فی حدیث یونس عن الزهری منکراة
 وقال روی احادیث منکر وقال ابن سعد کان حلوا الحدیث
 کثیره ولس بحجة ربما جاء بالشئ المنکر

(تہذیب جلد ۶ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۵)

ترجمہ: وہ سعید سے ایسی چیزیں (حدیثیں) لاتا جو کہ سعید کی حدیثوں میں
 سے نہ ہوں اور اس کا یہ کام یعنی فن روایت انتہائی ضعیف تھا۔ اور فرمایا کہ وہ
 خود حدیث بالکل ہی نہیں جانتا تھا۔ تو روایت کیا کرے گا۔ وہ کلام لکھنا شروع
 کرتا تو آخر تک لکھتے لکھتے بھول جاتا کہ میں پہلے کیا لکھ آیا ہوں۔ اس کے
 کلام کا اول حصہ سعید کا ہوتا اور آخری حصہ زہری کا ہوتا۔ یعنی سعید اور زہری
 کے کلام میں خلط ملط کر دیتا۔ اسے یہ بھی نہ پتا چلتا کہ اس میں سعید کا کلام کونسا
 ہے اور زہری کا کونسا۔ ابو زرعه دمشقی نے کہا۔ کہ سنا میں نے ابو عبد اللہ بن حنبل

سے وہ فرماتے تھے کہ یونس زہری سے روایت کرنے میں منکر ہے۔ یعنی وہ زہری سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔ اور کہا اس نے کہ ابن سعد نے کہا کہ وہ بہت کچا یعنی حلوالحدیث تھا۔ اور قابل حجت نہیں۔

شد ابن سعد فی قوله لیس بحجة وشد وکیع فقال بسی
الحفظ وکذا استنکر له احمد بن حنبل احادیث ، وقال الاثر
ضعف احمد امر یونس (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۸۴)

ترجمہ: ابن سعد نے کہا کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور وکیع نے کہا کہ اس کا حافظ خراب تھا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کو منکر فرمایا۔ یعنی اس کی روایت کردہ احادیثوں پر سخت تنقید کی اور اثرم نے کہا کہ احمد نے یونس کے امر کو ضعیف فرمایا۔

قارئین کرام!

یہ حال ہے بخاری کی اس روایت کا تو کیا ایسی روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا معاذ اللہ مرتد ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا ایسی روایات قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور سنیے اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی محمد بن علی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حکومت اسلامیہ کے خلاف بغاوت اور سازش

کر کے ابو مسلم خراسانی کا فتنہ کھڑا کیا۔ جس کے نتیجے میں حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی بے حد بے حرمتی ہوئی اور اہل مدینہ اس قدر کثیر تعداد میں قتل اور شہید ہوئے کہ پورا مدینہ طیبہ سوگوار اور ماتم کدہ بن گیا۔ افسوس ہے کہ لوگوں کو حرم رسول کی یہ بے حرمتی کیوں نظر نہیں آتی جبکہ واقعہ حرہ کو اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں جس سے خوب مدینہ پاک کی توہین ہوتی ہے۔ اور اس کو بیان کرتے وقت عظمت مدینہ طیبہ کا خیال تک نہیں کرتے۔

ولھذا محمد بن علی جو اس حدیث کا راوی ہے وہ بھی ناقابل اعتبار ہے۔

(کتب الرجال و کتب تاریخ)

روایت نمبر ۹:

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني
يونس عن ابن شهاب عن ابن الحسيب انه كان يحدث عن
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال يرد على الحوض
رجال من اصحابي فيجعلون عنه فاقول يا رب اصحابي فيقول
انك لا علم لك بما احدثوا بعدك انهم ارتدوا على
ادبارهم القهقري

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

ترجمہ: احمد بن صالح، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، ابن میتب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ حوض پر اتریں گے پھر وہ اس سے جدا کر دیئے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب یہ میری امت کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں اس کا علم نہیں جو تمہارے بعد ان لوگوں نے نئی باتیں پیدا کیں اور وہ اپنے دین سے پھر گئے۔

جرح:

اس روایت کے راویوں سے ایک راوی احمد بن صالح ہے۔ ویسے تو اس نام کے تین چار راوی ملتے ہیں مگر اس حدیث کا جو راوی ہے وہ احمد بن صالح المصری ہے اس کے متعلق ہے۔

”قال حدثنا معاوية بن صالح سمعت يحيى بن معين يقول احمد بن صالح كذاب يتفلس وقال عبدالكريم ابن النسائي عن البيه ليس بثقة ولا مأمون تركه محمد بن يحيى ورماه يحيى بالكذب وقال ابن عدي كان النسائي سي الراي فيه وينكر عليه احاديث

منہا عن ابن وہب عن مالک عن سهل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ (تہذیب جلد اول صفحہ ۳۰)

ترجمہ: معاویہ بن صالح نے کہا سنا میں نے یحییٰ بن معین کو کہ وہ فرما رہے تھے۔ احمد بن صالح کذاب اور جھوٹا ہے۔ عبدالکریم ابن نسائی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ نہ تو ثقہ ہے اور نہ مأمون محمد بن یحییٰ نے اس کو جھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ اور ابن عدی نے کہا کہ نسائی کی رائے اس کے متعلق اچھی نہ تھی۔ یعنی وہ اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس کی روایت کردہ روایات کو منکر فرماتے تھے۔ اس کی منکر روایات میں سے وہ روایتیں بھی ہیں جو وہ اس طرح بیان کرتا تھا۔ ابن وہب مالک سے، مالک ساہل سے اور ساہل اپنے باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے۔

اور قانون الموضوعات والصعفاء صفحہ ۲۳۵ پر ہے

احمد بن صالح مطعون فیہ وقال النسای لیس ثقۃ ولا مأمون
ترجمہ: احمد بن صالح محدثین نے اس میں طعن کیا ہے۔ اور امام نسائی نے کہا کہ نہ تو وہ ثقہ ہے اور نہ مأمون۔

دیکھ لو اس روایت کو احمد بن صالح ابن وہب سے روایت کرتا ہے جو کہ امام نسائی کے قول کے مطابق یہ روایت منکر ہے اور اس نے ساتھ باپ

کہ بعض علماء رجال نے اس کو جھوٹا اور کاذب بھی کہا ہے۔

نیز اس روایت میں ایک راوی یونس بن یزید ہے۔

اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ کہ یہ ناقابل اعتبار ہے۔

نیز اس کے رواۃ میں سے ایک راوی عبد اللہ بن وہب ہے

اور عبد اللہ بن وہب کے بارے دیکھو۔

عبد اللہ بن وہب نسوی دجال یضع

(قانون الموضوعات صفحہ ۲۷۴)

ترجمہ: عبد اللہ بن وہب نسوی دجال ہے۔ حدیثیں وضع کرتا تھا۔

علاوہ ازیں یہ روایت مقطوع، منقطع، مرسل اور مدلس قسم کی ہے۔

دیکھو آغاز روایت کہ کسی صحابی کا نام لئے بغیر

”عن اصحاب النبی“ کہتا ہے۔

ولہذا اس کو مقطوع، مرسل، اور مدلس کہنا درست ہے۔

روایت نمبر ۱۰:

حدثنا ابراهيم بن المنذر الخدّامی قال حدثنا محمد بن

فليح قال حدثنا ابي قال حدثني هلال عن عطاء بن يسار عن

ابى هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا قائم اذا

زمرۃ حتى اذا عرفتهم خرج رجل من بيني و بينهم فقال هلم
 فقلت أين قال الى النار والله قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا
 بعدك على ادبارهم القهقري ثم اذا زمرۃ حتى اذا عرفتهم
 خرج رجل من بين و بينهم فقال هلم قلت اين قال الى النار
 والله قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا على ادبارهم القهقري
 فلا اراه يخلص فيهم الا مثل همل النعم

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

ترجمہ: ابراہیم بن منذر، محمد بن فلح، ہلال، عطاء بن یسار، حضرت ابو ہریرہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں
 کھڑا ہوں گا۔ تو ایک جماعت پر نظر پڑے گی یہاں تک کہ جب میں ان کو
 پہچان لوں گا۔ تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک آدمی نکلے گا وہ کہے گا کہ
 چلو میں کہوں گا کہاں لیے جاتے ہو۔ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا
 کہ ان کا کیا حال ہے۔ وہ کہے گا کہ آپ کے بعد یہ لوگ اٹنے پاؤں پھر گئے
 تھے۔ پھر ایک گروہ پر نظر پڑے گی یہاں تک کہ جب میں ان کو بھی پہچان لوں
 گا۔ تو ایک آدمی میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور کہے گا چلو میں
 کہوں گا کہاں؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف خدا کی قسم میں کہوں گا ان کا کیا

حال ہے؟ وہ کہے گا یہ آپ کے بعد اٹنے پاؤں پھر گئے تھے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ان میں سے صرف اونٹوں کے چرواہے کے برابر ہی نجات پائیں گے۔

بحث:

اس روایت کا پہلا راوی ابراہیم بن منذر خذامی ہے۔

یہ ایسا راوی ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس سے اس حد تک متنفر تھے کہ اس کے سلام کا جواب تک بھی نہ دیتے تھے۔ کیونکہ وہ قرآن کے متعلق شرارتیں کرتا تھا۔ یعنی خلط ملط کرتا تھا۔ نیز وہ منکر روایات بیان کرنے کا عادی تھا۔

(میزان جلد اول صفحہ ۶۷) اور (تہذیب جلد اول صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

اور خلاصہ (تہذیب الکمال جلد اول صفحہ ۵۷) میں ہے۔

”وذمہ احمد لكونه خلط في القرآن“

ترجمہ: امام احمد نے اس کی یہ برائی بیان کی۔ کہ وہ قرآن میں خلط ملط کرتا تھا۔

اور اس روایت کا دوسرا راوی محمد بن فضیل بن سلیمان ہے۔

اس کے متعلق دیکھو۔ (قانون الموضوعات صفحہ ۲۹۳)

”محمد بن فلیح بن سلیمان لیس بقوی“

ترجمہ: محمد بن فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے۔

اور میزان میں ہے۔

”محمد بن فلیح لیس بذاک القوی وقال معاویہ بن صالح

عن ابی معین لیس بثقة وقال ابو حاتم لیس بقوی (میزان صفحہ ۱۰)

ترجمہ: محمد بن فلیح قوی نہیں۔ اور معاویہ بن صالح نے ابن معین سے نقل کیا

کہ وہ ثقہ نہیں۔ اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ قوی نہیں۔

اور اس روایت کا ایک روای عطاء بن یسار ہے اس کے بارے ہے۔

”وقال البخاری هو مرسل“ (میزان جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۷)

ترجمہ: اور امام بخاری نے فرمایا کہ وہ مرسل ہے۔

روایت نمبر ۱۱:

سعید بن ابی مریم عن نافع بن عمر عن ابی ملیکہ عن

اسماء بنت ابی بکر قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی علی

الحوض حتی النظر من یرد علی منکم وسیؤخذ ناس دونی فاقول یا

رب منی و من امسی لیسال هل شعرت ما عملوا بعدک واللہ ما

یرجوا یرجعون علی اعقابہم (بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

اور ان تمام روایات میں سے یہ روایت قدرے صحیح ہے۔ لیکن اس میں صحابہ کرام علیہم اجمعین کا ذکر تک نہیں۔ اسی لیے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کے راویوں میں بھی ایک راوی نافع بن عمر ہے جو کہ ساتویں درجے کا راوی ہے۔

(تقریب جلد دوم صفحہ ۲۹۶) اور (قانون الموضوعات صفحہ ۳۰۰ پر ہے)۔

”وضعفه ابن سعد“

ابن سعد نے اس کو ضعیف کہا۔

اور میزان میں ہے۔

”قال محمد بن سعد ثقہ فیہ شیء“ (میزان جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

یعنی باوجود ثقہ ہونے کے اس میں کچھ خرابی ضرور ہے۔

اور تھذیب میں ہے

”کان ثقہ قلیل الحدیث فیہ شیء“ (جلد ۵ صفحہ ۶۰۴)

ترجمہ: وہ ثقہ قلیل الحدیث ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی ضرور ہے۔

روایت نمبر ۱۲:

حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا بشر بن السری قال

حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکہ قالت اسماء عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی
فیؤخذ بناس من دونی فاقول امتی فیقال لا تدری مشوا علی
القہقری (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

ترجمہ: علی بن عبد اللہ بشر بن سری، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ، حضرت اسماء
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں
اپنے حوض پر ان لوگوں کا انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے۔ پس کچھ
لوگ میرے سامنے سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ میری امت
ہے تو جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے یہ لوگ اٹنے پاؤں پھر گئے تھے۔

جرح

اس روایت کا پہلا راوی علی بن عبد اللہ بن مدینی ہے۔

اس کے متعلق دیکھو کتب رجال

”فقد قال احمد بن ابی خیشمة فی تاریخہ سمعت یحییٰ

بن معین یقول کان علی بن المدینی اذا قدم علینا اظهر السنة

واذا ورد الی البصرة اظهر التشیع (المیزان جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

اور تہذیب جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ پر بعینہ یہی عبارت موجود ہے۔

”وقال ابن ابي خيثمه“ جس کا معنی ہے۔ ابن ابی خیشمہ کہتا ہے کہ میں نے ابن معین سے سنا جو فرماتے تھے کہ علی ابن المدینی جب ہمارے پاس آتا تو اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا تھا اور جب بصرے جاتا تو اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتا تھا۔ یعنی ”واذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا و اذا خلو الي شياطينهم قالو انا معكم“ کا مصداق تھا۔

نیز (خلاصہ تہذیب الکمال صفحہ ۲۵۲) اور (تہذیب ۲۲۰) پر ہے۔

وقال ابن عيينة يلو موني على حب علي

(تہذیب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

علماء اور محدثین مجھے علی مدینی کی محبت کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں نیز ابن عیینہ علی بن عبد اللہ مدینی کی بہت تعریف کرتا ہے جو کہ خود بھی شیعہ ہے۔ اور یہ علی بن عبد اللہ مدینی اس روایت کا پہلا راوی ہے۔

قارئین کرام!

انصاف سے بتائیے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اہل سنت میں جائے تو اپنے آپ کو سنی ظاہر کرے اور شیعوں میں جائے تو کہے کہ میں شیعہ ہوں کیا ایسے شخص کی گواہی اور شہادت کسی مسلمان کے خلاف قبول کی جاسکتی ہے؟
ایسے شخص کی گواہی تو عام مسلمان کے خلاف بھی قابل قبول نہیں

ہے۔ چہ جائیکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت قدسیہ کے ایمان اور عدم ایمان کے بارے میں۔

آخر کچھ توجہ تھی جس کی بنا پر دوسرے علماء اور محدثین علی بن عبد اللہ مدنی کے پاس آنے جانے کی وجہ سے سفیان بن عیینہ کو ملامت اور طعن کرتے تھے۔

یہ اس روایت کے پہلے راوی کا حال ہے۔

اور اس حدیث کا دوسرا راوی بشر بن السری بصری الافواہ ہے۔

وقال البخاری بشر بن السری ابو عمر صاحب مواعظ

متکلم فسمی الافواہ

امام بخاری نے فرمایا بشر بن السری ابو عمر واعظ قسم کا بہت باتیں کرنے والا شخص ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا نام افواہیں پھیلانے والا رکھا گیا۔

“وقال الحمیدی جہمی لا یحل ان یکتب عنہ“

حمیدی نے کہا کہ یہ جہمی تھا اس سے کوئی روایت لکھنا حلال نہیں

ہے۔ “وقال ابن عدی له غرائب“

ابن عدی نے کہا کہ وہ عجائب و غرائب بیان کرتا تھا۔

”عن سعد الثوری و يقع فی حدیثه من النکرة“

اس کی روایتوں میں منکرات پائی جاتی تھیں۔

(المیزان جلد اول صفحہ ۳۱۸)

اور (حاشیہ بخاری صفحہ ۱۰۴۵)

اور (تہذیب جلد اول صفحہ ۲۸۴)

اور اس روایت کا تیسرا راوی نافع بن عمر ہے۔

جو کہ نویں دسویں درجے کا راوی ہے۔

روایت نمبر ۱۳:

حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا ابو عوانة عن مغيرة

عن ابي وائل قال قال عبد الله قال النبي صلى الله عليه وسلم

انا فرطكم على الحوض ليرفعن الى رجال منكم حتى اذا

اهويت لانا ولهم اختلجوا دوني فاقول اي رب اصحابي يقول

لا تدري ما احدثوا بعدك

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

ترجمہ: موسیٰ بن اسمعیل، ابو عوانہ مغیرہ، ابو وائل، حضرت عبد اللہ سے روایت

کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں

حوض پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب میں جھکوں گا کہ ان کو پانی پلاؤں تو وہ میرے سامنے سے گھسیٹ لیے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی بات پیدا کی۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

اس روایت کا پہلا راوی موسیٰ بن اسمعیل ہے اس کا حال یہ ہے
 ”وتكلم الناس فيه“ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں ”قلت نعم تكلم الناس فيه بانه ثقة
 ثبت او رافضی“

میں کہتا ہوں جی ہاں لوگوں نے اس کے بارے کلام اور اختلاف کیا
 کہ وہ ثقہ ثابت ہے یا رافضی شیعہ (میزان جلد ۴ صفحہ ۲۰۰)

دوسرا راوی وہی وضاع بن عبداللہ ابو عوانہ ہے۔ اس کے متعلق
 میزان میں ہے۔

”قال ابو حاتم ثقة بخطا كثيرا اذا حدث من حفظه“

ابو حاتم نے کہا ثقہ تو ہے مگر جب زبانی بیان کرتا ہے تو بہت غلطیاں
 کرتا ہے۔ (میزان جلد ۴ صفحہ ۳۳۴)

اس روایت کا تیسرا راوی مغیرہ بن مقسم ہے۔

”وقال ابن فضیل کان یدلس فلا یکتب الا مال قال

حدثنا ابراهیم“ (میزان جلد ۴ صفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: ابن معین نے کہا وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ یعنی وہ مدلس ہے تو اس کی کوئی

روایت لکھنے کے قابل نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہے۔ ”حدثنا ابراهیم“

اور ظاہر ہے کہ مذکورہ روایت میں ایسا نہیں ہے اس لیے یہ روایت

قابل قبول نہیں اور نیز وہ کوئی بھی ہے اور کوئی عموماً شیعہ تھے۔

روایت نمبر ۱۴:

حدثنا یحییٰ ابن بکیر قال حدثنا یعقوب بن

عبدالرحمن عن ابی حازم قال سمعت سهل بن سعد

یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا فرطکم

علی الحوض من ورده شرب منه و من شرب منه لم

یظماً ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم و یعرفونی ثم یحال

بینی و بینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش

انا احدثهم هذا فقال هكذا سمعت سهلاً فقلت نعم قال

وانا اشهد علی ابی سعید الخدری لسمعته یزید فیہ قال

انہم منی فیقال انک لا تدری ما بدلوا بعدک فاقول
سحقا سحقا لمن بدل بعدی

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

ترجمہ: یحییٰ بن بکیر، یعقوب بن عبدالرحمن، ابو حازم، سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ جو شخص حوض پر آئے گا وہ اس سے پیئے گا۔ اور جو پیئے گا تو اس کے بعد کبھی پیسا نہ ہوگا۔ میرے پاس کچھ لوگ لائے جائیں گے تو میں انہیں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان حجاب حائل ہو جائیگا۔ ابو حازم نے کہا کہ جب میں نعمان بن ابی عیاش کے سامنے یہ حدیث بیان کر رہا تھا تو انہوں نے کہا کیا اسی طرح تم نے سہل سے سنا ہے میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا میں ابوسعید خدری کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ان کو اس زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہوئے سنا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے ہیں تو کہا جائیگا تم نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد دین میں تبدیلی کی۔

اس کا اول اور پہلا راوی یحییٰ بن بکیر ہے۔ یہ یحییٰ بن عبداللہ بکیر مخزومی

المصری ہے اس کے متعلق میزان جلد ۴ صفحہ ۳۹۱ پر ہے

”قال ابو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به وقال نساي
ضعيف وقال مرة ليس بثقه“

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی تو جا سکتی ہے۔ لیکن قابل حجت
نہیں اور امام نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے اور پھر کہا کہ وہ کچھ بھی نہیں۔

اور تہذیب جلد ۶ صفحہ ۱۵۱ پر بعینہ یہی ریمارکس موجود ہیں۔ اور وہاں
آخر میں ہے ”لیس بثقة“ ترجمہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔

اور قانون الموضوعات والضعفاء میں ہے
”ضعفه النساءى مطلقا“ امام نسائی نے اس کو مطلق ضعیف کہا۔

اور اس روایت کا دوسرا راوی ہے۔ یعقوب بن عبدالرحمن لواعظ اس
کا حال پڑھیے۔

”وقال ابو بكر الخطيب في حديثه وهم كثير“
یہ واعظ قسم کا شخص ہے کہ اس کی روایات اور خبروں میں بہت ہی زیادہ
وہم پایا جاتا ہے۔

”وقال الحافظ ابو محمد الحسن ابن غلام الزهري
ليس بالمرضى“

یعنی وہ پسندیدہ شخص نہیں ہے۔

(میزان جلد ۲ صفحہ ۴۵۳) اور (لسان المیزان جلد ۶ صفحہ ۳۰۸)
یاد رہے کہ علامہ ابن حبان کے اقوال سے کافی حضرات کو غلطی لگ
جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ضعیف بلکہ مجہول راویوں کو بھی ثقات میں ذکر کر دیتا ہے
ثبوت کیلئے دیکھئے۔

محمد ناصر الدین البانی کی

الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ خصوصاً (جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)
اور حالانکہ اصول یہ ہے جو کہ علامہ ابن جوزی نے فتح المغیث میں
محدثین کے اصول کو نقل کیا ہے۔

کل حدیث راہتہ یخالف العقل او یناقض الاصول فاعلم
انہ موضوع فلا یتکلف اعتباره ای لا تعتبر رواہ ولا تنظر فی
جرحہم او یکون مما یدفع الحسّ والمشاهدات او مباینا بنص
الکتاب والسنة المتواترة او الاجماع القطعی لا یقبل شیء من
ذلک التاویل

ترجمہ: ہر وہ روایت کہ دیکھو عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو یقیناً جان لو
کہ وہ موضوع ہے اس کی نسبت اس بحث کی بھی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں
کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر اسی طرح وہ حدیث قابل قبول نہیں جو

محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو یا نص کتاب اور سنت متواترہ اور اجماع قطعی کے خلاف ہو۔

نیز اس موضوع پر بہت بحث ہو سکتی ہے مگر یہ الگ موضوع ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس کی گنجائش نہیں۔

یہ روایت دیگر کتب صحاح میں بھی موجود ہے۔ ان کو نقل کیے بغیر صرف راویوں پر بحث کر دی گئی ہے۔ تاکہ کتابچہ طویل نہ ہو جائے۔
یہ روایت مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل رواۃ ہیں۔
۱۔ احمد بن عبد اللہ بن یونس:-

اس کے متعلق تہذیب جلد اول صفحہ ۳۵ پر موجود ہے۔

”وكان ثقة و ليس بحجة“

یعنی ثقہ تو ہے لیکن قابل حجت نہیں۔

۲۔ زائیدہ:-

اس کے متعلق دیکھو

(میزان جلد دوم صفحہ ۶۲ تا ۶۵)

زائیدہ نام کے تین راوی صاحب میزان زیر بحث لایا ہے۔

(i) زائیدہ بن سلیم (مجہول)

وہ مجہول ہے

(ii) زائیدہ بن سعد

اس کے متعلق ہے

”قال ابو حاتم حدیثہ منکر وقال البخاری لا یتابع علی حدیثہ“
ابو حاتم نے کہا اس کی روایت کردہ حدیث منکر ہے۔ امام بخاری نے
کہا اس کی حدیث کی اتباع نہ کی جائے۔

(iii) زائیدہ بن ابی الرقاد:-

اس کے متعلق ہے

”ضعیف“

وہ ضعیف ہے۔

”وقال البخاری منکر الحدیث“

امام بخاری نے کہا وہ منکر حدیثیں روایت کرنے والا ہے۔

”وقال النسائی لا ادری ماہو“

اور امام نسائی نے کہا

میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کون ہے۔

۳- عبد الملک بن ثمیہ ہے:-

اس کے متعلق تہذیب جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ پر ہے۔

”ضعفہ احمد جدا“

امام احمد نے کہا کہ وہ بہت ہی ضعیف ہے

اور صفحہ ۵۰۷ پر ہے

”وکان مدلسا“

کہ وہ مدلس تھا۔

۴۔ ابو بکر بن شیبہ:-

اس کا نام عبدالرحمن بن عبدالملک شیبہ ہے۔

المیزان جلد ۲ صفحہ ۵۷۸

اس کا حال دیکھو

تہذیب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰

میزان میں ہے۔

”قال ابو حامد الحاكم ليس بالمدين عندهم قال“

ابو بکر بن ابی داؤد ضعیف“

ترجمہ: ابو حامد حاکم نے کہا کہ وہ ان کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ ابو بکر بن ابی

داؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

۵۔ وکیع:-

میزان جلد ۴ صفحہ ۳۳۶

”وکیع کان فیہ تشیع قلیل“

یعنی وکیع قدرے شیعہ تھا۔

اور تہذیب جلد ۴ صفحہ ۸۲ تا ۸۳

اور ان راویوں میں سے ایک مسعر ہے۔

یہ تمام خوبیوں کے باوجود مرضی تھا۔

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۴۱۹

اور ان میں ایک محمد بن ثنیٰ ہے۔

اس کے بارے دیکھو

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۲۷۲

”وکان فی عقلہ شیء“

یعنی اس کا دماغ قدرے خراب تھا۔

امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی قتیبہ بن سعید ہے

اس کے بارے میں ہے۔

”لا یدری من هو“

اس کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کون ہے؟

میزان جلد ۳ صفحہ ۳۸۵

اور لسان المیزان صفحہ ۴۷۰

اور ان میں ایک راوی داؤد بن عمر الضمی ہے۔

اس کے بارے میں (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

اور تہذیب جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ پر ہے۔

”لیس باقویٰ“

وہ قوی نہیں۔

اور امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی یحییٰ بن سلیم بھی ہے۔

اس کا حال دیکھو میزان جلد ۲ صفحہ ۳۸۳

”وقال البخاری فیہ نظر وقال احمد روی حدیثا منکرا“

یعنی امام بخاری نے کہا وہ قابل اعتراض ہے اور امام احمد نے فرمایا وہ

منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

”وقال ابن حبان کان یخطی“ اور ابن حبان نے کہا وہ

روایت نقل کرنے میں غلطیاں کرتا تھا۔

”وقال الجوزجانی غیر ثقة“

اور جوز جانی نے کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

اور ان میں ایک روای ابن خنیسہم ہے۔

اس کا حال دیکھو میزان جلد ۲ صفحہ ۴۵۹

”ولا یحدث بحدیثہ کلہ“

یعنی اس کی کوئی بھی روایت قابل ذکر نہیں ہے۔

اور ایک روای یونس بن عبدالاعلیٰ الصدنی ہے۔

وہ خود بھی اپنے استاد ابن عیینہ کی طرح مشکوک ہے اور ابن عیینہ کا

حال پہلے گزر چکا ہے۔

اور ان راویوں میں سے ایک راوی عمرو بن الحارث ہے۔

یہ شخص جب قتادہ سے روایت کرتا تو اس کی روایت میں بہت ہی

اضطراب پایا جاتا اور بہت غلطیاں کرتا تھا۔

”یروی عن قتادہ اشیاء بضطرب فیہا ویخطئ“

جلد ۴ صفحہ ۳۲۷

اور اس روایت کے راویوں میں سے ایک قاسم بن عباس ہے۔

اس کے متعلق دیکھو

میزان جلد ۳ صفحہ ۳۷۱ ”مجہول“ وہ مجہول ہے۔

اور تہذیب صفحہ ۵۲۰ ”مجہول“ وہ مجہول ہے۔

ان راویوں میں سے ایک راوی ابو معاویہ بھی ہے۔

اس کا نام محمد بن حاتم تمیمی کوئی ہے۔ یہ شخص الأعمش کے علاوہ جس

سے بھی روایت کرتا ہے تو اس روایت میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے۔

”لا یحفظھا حفظا جیدا“

یعنی اس کا حافظہ اچھا نہ تھا اور یہ منکر روایات نقل کرنے کا عادی تھا۔

اور اس میں ایک خرابی یہ بھی تھی کہ یہ سلیمان الأعمش کا شاگرد ہے۔

اور وہ شیعہ ہے۔ اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔

نیز اس کے بارے لکھا ہے۔

”کان رئیس المرجیۃ بالکوفہ“

یعنی یہ شخص کوفہ میں مرجیوں کا سردار تھا۔

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۹۱

اس کی مفصل بحث موجود ہے۔ جس کو شوق ہودیکھ لے۔

نیز امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی بکیر ہے۔

اس کے بارے میں دیکھو

”وقال ابن حبان لا یحتج بہ کثیر الوہم“

میزان جلد اول صفحہ ۳۳۹

اور ابن حبان نے کہا کہ وہ قابل حجت نہیں کثیر الوہم ہے۔

امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی عبید اللہ بن معاذ ہے۔

یہ بیچارہ حدیث روایت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ امام مسلم

ویسے ہی اس بیچارے کو رواۃ میں لے آئے ہیں۔

”عبید اللہ بن معاذ لیسو اصحاب حدیث لیسوا بشئ

(تہذیب جلد ۴ صفحہ ۳۴۲)

یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔

اس کے راویوں میں سے ایک راوی العلاء بن عبد الرحمن ہے۔

”وقال يحيى بن معين ليس حديثه بحجة“

میزان جلد ۳ صفحہ ۱۰۲

سحکی بن معین نے کہا اس کی روایت کردہ حدیث قابل حجت نہیں ہے

”وقال ابن عدی ليس بالقوی“

اور ابن عدی نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے۔

العلاء ضعيف .

علاء ضعيف ہے۔

اور یہ روایت نسائی میں بھی موجود ہے۔

اس کے راویوں میں سے ایک راوی وہب بن جریر ہے۔

وقال ابن حبان يخطي

تهذيب جلد ۶ صفحہ ۱۰۴

اور ابن حبان نے کہا کہ وہ خطا کرتا تھا۔

اور ان میں سے ایک راوی عمر بن سعد ہے۔ اس کا حال ملاحظہ ہو۔

عمر بن سعد الخولاني متهم بوضع الحديث

یعنی وہ حدیث وضع کرنے میں متہم تھا۔

اور ایک عمر بن سعد وہ ہے جو الاعمش سے روایت کرتا ہے۔

اس کے بارے میں ہے۔

”شيعي بغيض“

یعنی وہ صحابہ کرام سے انتہائی بغض رکھنے والا شیعہ مردود تھا۔

”قال ابو حاتم متروك الحديث“

ابو حاتم نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے۔

اور ایک عمر بن سعد وہ ہے جو عمر بن عبد اللہ ثقفی سے روایت کرتا ہے۔

اس کے بارے میں دیکھو

” قال البخاری لا یصح حدیثہ“

اس کی روایت کردہ کوئی حدیث صحیح نہیں۔

میزان جلد ۳ صفحہ ۱۹۹

اور امام نسائی کی روایت کی راویوں میں سے ایک راوی سلیمان بن

داؤد ہے۔

” ثقہ اخطاء فی احادیث“

ثقہ ہے لیکن بہت ساری حدیثوں میں خطا کرتا ہے۔

میزان جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۴

ابرہیم بن سعید جوہری حافظ نے کہا۔ کہ ابو داؤد نے ایک ہزار حدیث

میں خطا کی ہے۔

” اخطاء ابو داؤد فی الف حدیث کان کثیر الخطاء“

بہت غلطیاں کرنے والا راوی ہے۔

یہ روایت ”ترمذی شریف کتاب الزہد“ میں درج ذیل

راویوں سے منقول ہے۔

محمود بن غیلان ابو احمد زبیری ، سفیان بن عیینہ ، محمد بن بشار ،

محمد بن جعفر ، محمد بن شنیٰ ان میں سوائے محمود بن غیلان اور ابو احمد الزبیری

کے باقی تمام پر بحث گزر چکی ہے۔ وہاں سے پڑھ لیں۔
 رہا محمود بن غیلان تو یہ دسویں درجے کا راوی ہے۔

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۳۸۸

تقریب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

اور ابواحمد زبیری کے متعلق دیکھو

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۶۶

”قال العجلی کوفی ثقة یتشیع“

یعنی کوفی شیعہ اور ثقہ ہے۔

راقم الحروف حیران ہے ان علماء اور محدثین پر جو یہ بات کہہ دیتے اور

لکھ دیتے ہیں کہ شیعہ ہے اور ثقہ ہے۔

جبکہ شیعہ ”منکر قرآن“ ”تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین“ اور ”پوری ملت اسلامیہ“ کو (نقل کفر، کفر نباشد) ”کافر اور مرتد

“ کہتے اور مانتے ہیں۔

حیرت ہے ان کو لکھ دیا جاتا ہے کہ راوی ثقہ ہے۔ وہ بے ایمان تو اس

لائق بھی نہیں کہ اس کی کسی بات کا اعتبار کیا جائے۔

وہ جھوٹا اور تقیہ باز ہے۔

تو کیا وہ ثقہ ہے؟

شیعہ کیسے ثقہ ہو سکتا ہے؟

وہ تو دوزخی اور جہنمی کتا ہے۔

آخر میں گزارش ہے۔

کہ جو روایات بندہ کی نظر سے گزریں ان پر تبصرہ اور بحث کر دی گئی ہے۔ نیز بندہ ناچیز کا دعویٰ ہے کہ ایسی روایات جس کتاب میں بھی موجود ہوں گی ان کے راوی ضرور بر ضرور اور لازمی یہی اشخاص ہوں گے۔ جو زیر بحث آچکے ہیں۔ اگر کوئی اور راوی بھی ہو تو اس کا حال بھی ان ہی کی طرح ہو گا۔ جو نہ قابل اعتبار ہی ہوں گے۔

اس عنوان کی کوئی بھی روایت بالکل صاف، مرفوع، متصل اور صحیح سند کے ساتھ بالکل موجود نہیں ہے۔ بالفرض ہو بھی تو قرآن مجید کے مقابلے میں قطعاً قبول نہیں۔

روایت متروک اور مسترد ہو سکتی ہے۔ لیکن آیت کا انکار کفر ہے۔

اب روایت بخاری شریف پر دوسری بحث پڑھیے!

بخاری شریف کی روایت میں دیکھئے کس قدر اضطراب پایا جاتا ہے۔

چنانچہ روایت نمبر ۱ میں یہ الفاظ ہیں۔

”وان ناسا من اصحابی“

اور روایت نمبر ۲ میں

”ثم یؤخذ برجال من اصحابی“

نیز اس کے آخر میں ہے۔

”قال هم المرتدون الذین ارتدوا علی عهد ابی بکر“

فقاتلهم ابوبکر“

یاد رہے جن لوگوں سے امام اول خلیفہ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ نے جہاد کیا تھا ان میں سے کوئی بھی صحابی نہ تھا۔

یعنی جو لوگ آپ کے عہد مبارک میں مرتد ہو گئے تھے ان میں کوئی

بھی فرد صحابی رسول نہ تھا بلکہ وہ وہ قبائل یا لوگ تھے جو مسلمان تو ہو گئے تھے

مگر صحبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شرف صحابیت سے ہنوز محروم تھے۔

یعنی وہ لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بحالت

ایمان ابھی تک حاضر نہیں ہو سکے تھے۔

اور روایت نمبر ۳ میں ہے

”انه یجاؤ برجال من امتی“

اور روایت نمبر ۴ میں ہے۔

”وان ناسا يؤخذ بهم“

اور روایت نمبر ۶ میں ہے۔

”رجال منکم“

نیز اس میں ”ثم یختلجن“ بھی ہے۔ جو کہ اس سے پہلی روایت

میں نہیں ہے۔

روایت نمبر ۷ میں ہے

”ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتهم“

روایت نمبر ۸ میں ہے۔

”لیردن علی اقوام اعرفهم و یعرفونی ثم یحال بینی و بینهم“

اور پھر اسی روایت کے آخر میں ہے۔

”قال یرد علی یوم القیمة رهط من اصحابی“

اور پچھلی روایات میں ہے۔

”انک لا تدری ما احدثوا بعدک“

اور اس روایت میں ہے۔

”انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا“

علی ادبارهم القهقری“

اور روایت نمبر ۱۰ میں ہے۔

”انا قائم اذا ذمرة“

نیز اس میں ہے۔

”خرج رجل من بيني و بينهم“

اور پھر اس کے آخر میں ہے۔

”فلا اراه يخلص فيهم الا مثل حمل النعم“

اور روایت نمبر ۱۱ کی تقریباً ساری کی ساری عبارت پہلی روایات سے

مختلف ہے۔ اور متن میں بھی شدید اختلاف ہے۔

نیز اس میں بجائے ”من اصحابي“ کے ”منى و من امتي“ ہے۔

اور روایت نمبر ۱۲ میں ہے۔

”فيؤخذ بناس من دونى فاقول امتى فيقال لا تدرى“

مشوا على القهقري“

اور روایت نمبر ۱۳ میں ہے۔

”ليرفعن الى رجال منكم“

دیکھیے کیا تماشہ بنا ہوا ہے۔ اضطراب ہی اضطراب اور روایات میں

اختلافات ہی اختلافات ہیں۔

کوئی کہتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحابی فرمایا۔

تو دوسرا کہتا ہے نہیں بلکہ آپ نے فاس فرمایا

اور کوئی اقوام بیان کرتا ہے۔

اور کسی روایت میں ”رھط“ آیا ہے۔

کوئی امتی بیان کرتا ہے۔

یہ کیا ہے؟

عبارت میں اس قدر اضطراب و اختلاف

کوئی جانے تو کیا جانے، کوئی سمجھے تو کیا سمجھے۔

معلوم ہوا!

کہ بات اصل میں کوئی بھی نہیں یہ سب دشمنان اسلام یہود و روافض

کی تلچوڑیں ہیں۔

طاہرہ ازیں!

یہ روایات ان آیات قرآنی کے بھی خلاف ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ

نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ آپ اپنی

امت بلکہ ساری مخلوق پر گواہ اور شاہد ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ویكون الرسول علیکم شهیدا

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

فکیف اذا جننا من کل امة بشہید و جننا بک علی

تؤلاء شہیداً (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۴۱)

و دیگر آیات قرآن

اور ظاہر ہے۔ کہ گواہ وہی ہوتا ہے۔ جو مشہود علیہ کے متعلق مکمل اور

مطمئن علم اور واقفیت رکھتا ہو۔ ورنہ گواہ جھوٹا اور کاذب سمجھا جائے گا۔ اور اس

گواہی مردود اور ناقابل قبول ہوگی۔

کہاں عام گواہ کا حکم، اور کہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو

تعالیٰ کے بنائے ہوئے۔ شاہد اور گواہ ہیں۔ جو وجود باری تعالیٰ

نست و دوزخ) اور (حشر و نشر) کے حقیقی شاہد اور گواہ ہیں۔ وہ بھی اللہ کی

سے مقرر کردہ۔ تو کیا پھر وہ سب کچھ نہ جانتے ہوں گے۔ اور جن کے

میں یا جن کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت اور گواہی دیں گے۔

کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوگا؟ یقیناً ہوگا۔ جیسا کہ مذکورہ

ت اور ان جیسی کئی قرآنی آیات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

یہ الگ موضوع ہے اس پر بے شمار کتاب و سنت سے دلائل اور براہین پیش کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں صرف دو تین حوالہ جات سپرد قلم کیے جاتے ہیں۔ پڑھیے اور اپنے ایمان کو جلا بخشیے!

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس

آیت مقدسہ و یقول الرسول علیکم شہیدا
کے تحت لکھتے ہیں۔

رسول علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم مطلع است بہ نور نبوت ہر دین،
متدین خود کہ در کد ام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چست و حجابے
کہ بداں از ترقی مجوب ماندہ است کد ام است پس اومی شناسد گناہان شمارا
و اخلاق و نفاق شمارا، لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و
واجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی)

اور شبیر احمد عثمانی اسی آیت مقدسہ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔

اس وقت آپ کی امت انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے
گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے
واقف ہیں ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر شبیر احمد عثمانی)

اور دوسرے مقام پر سورۃ النساء کی مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔

یعنی ان کافروں کا کیا برا حال ہوگا۔ جس وقت کہ بلائیں گے ہم ہر امت اور ہر قوم میں سے گواہ ان کے حالات بیان کرنے والا۔ اور ان کے واقعی معاملات ظاہر کرنے والا۔ اس سے مراد ہر امت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ ہیں۔ کہ وہ قیامت کو نافرمانوں کی نافرمانی اور فرمانبرداروں کی فرمانبرداری بیان کریں گے۔ اور سب کے حالات کی گواہی دیں گے۔ اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پر یعنی تمہاری امت پر مثل دیگر انبیاء علیہ السلام کے احوال بتانے والا اور گواہ بنا کر لاویں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ ”ہؤلاء ک“ کا اشارہ انبیاء سابقین یا کفار مذکورہ بالا کی طرف ہو۔ اول صورت میں انبیاء مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کی صداقت پر گواہی دیں گے۔ جبکہ ان کی امتیں ان کی تکذیب کریں گی۔ اور دوسرے احتمال سے کفار مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ انبیاء سابقین جب اپنی اپنی امت کے کفار فساق کے کفر و فسق کی گواہی دیں گے تو تم بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کی بد اعمالی پر گواہ ہوں گے۔ جس سے ان کی خرابی اور برائی خوب محقق ہو

گی۔ (تفسیر عثمانی)

اور مذکورہ روایات سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی نفی ہوتی ہے۔

جیسا کہ ”انک لا تدری

اور انک لا علم لک“ سے معلوم ہوتا ہے۔

ولہذا یہ روایات ناقابل قبول ہیں۔

علاوہ ازیں یہ روایات ان صحیح حدیثوں کے بھی خلاف ہیں۔ جن میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلفاً فرمایا

”والله ما اخاف عليكم ان تشرکو ا بعدی“

اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک مجھے تم پر اپنے بعد شرک کا کوئی خطرہ نہیں۔

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۷۵

ولہذا یہ روایات اس لیے بھی قابل قبول نہیں ہیں۔

هذا ما عندي والله اعلم ورسوله بالصواب

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ ط

علیہ تو کلت والیہ انیب ۵

وما علینا الا البلغ المبین

تمت بالخیر

دارالعلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ عرصہ دراز سے خدمتِ اسلام میں معروف ہے۔ تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کے علاوہ تصنیف کے سلسلے میں بے مثال خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

مصنف ہذا کی تصنیف کردہ انتہائی تحقیقی و علمی کتب درج ذیل ہیں۔

1- الجواب المعقول

2- احکام حج و عمرہ

3- اہل بیت اطہار کا بے ادب کون؟ (زیر طبع)

4- سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے؟

5- بخاری شریف کی حوض کوثر کے عنوان پر وارد روایات پر محققانہ بحث

مرکز اہلسنت والجماعت دارالعلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ رجسٹرڈ

علاقہ کا وہ واحد ادارہ ہے جو صحیح طریقہ سے خدمتِ اسلام سرانجام دے رہا ہے۔ اس میں کثیر التعداد طلباء و طالبات قرآن وحدیث، فقہ و تفسیر کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور بہت سے طلباء تحصیل علم کے بعد ملک کے مختلف مقامات پر خدمت دین سرانجام دے رہے ہیں۔

لہذا مختصر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس سلسلے میں دارالعلوم ہذا کی داسے در سے سخن قدسے حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور اپنی دولت سے خدمتِ اسلام فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ملنے کا پتہ

مرکزی دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ رجسٹرڈ بھکی شریف منڈی بہاؤ الدین

مرکزی دارالعلوم جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ رجسٹرڈ شادیوال ضلع گجرات